ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

13

www.tanzeem.org

9 تا 15 رجب المرجب 1439ھ / 27 مارچ تا 2 اپریل 2018ء

اس شمارے میں

استحکامِ پاکستان مہم

دائمی خسارے سے بچنے کی چار شرائط

غوطہ کا المیہ اور امت مسلمہ کی مجرمانہ خاموشی

مطالعۂ کلام اقبال

شام میں ہو کیا رہا ہے؟

ابلیس کی ایجاد

سفاہت

خصوصی رپورٹ سیمینار ''استحکام پاکستان''

تحریکی مزاج

کسی نظام کو بدلنے کے لیے اُٹھنے والے انقلابی گروہ کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے' جسے ہم اس کا تحریکی مزاج کہہ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ حد درجہ پُرعزیمت ہوتے ہیں اور کسی دشواری یا مشکل سے گھبرا کر راستہ بدلنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ باطل سے شدید متنفر ہوتے ہیں' کیونکہ اسی کو گرانے کی عملی جدوجہد وہ کر رہے ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کی موت وحیات کی جانگسل کشمکش جاری ہوتی ہے۔ حق کی سربلندی کے لیے ان میں جنون کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ حق کے دامن پر ایک دھبہ دیکھنا بھی انہیں گوارا نہیں ہوتا۔ باہم وہ پیوست ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے وہ شدید محبت کرتے ہیں۔ قرآن میں ان کے تعلق کی باہمی کیفیت کو ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کا مزاج سخت درجہ کا انقلابی ہوتا ہے۔ وہ باطل کے ساتھ کسی درجہ میں بھی مصالحت یا موانست یا رعایت کا رویہ اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ مصلحت کے معاملہ میں بھی وہ زیادہ گنجائش دینے والے نہیں ہوتے۔ ان میں ناقابل تسخیر استقلال کا جوہر موجود ہوتا ہے۔ عزم وارادہ کی پختگی انہیں ایک لحہ کے لیے بھی راہِ حق میں چلتے ہوئے مادی نفع ونقصان کا حساب لگانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں حد درجہ شوقِ جہاد ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ وتلقین کے تقاضے اتمامِ حجت کی حد تک ادا کرنے کے بعد باطل سے بالفعل ٹکرانے کا ایک زبردست داعیہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کی جانیں ہتھیلیوں پر اور سر گردنوں پر صرف اللہ کی امانت ہوتے ہیں۔ ایسی ہی بے تابی مسلمانوں میں موجود تھی' جب ہجرت کے بعد مدینہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا: ﴿وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴾ (البقرہ:190) ''اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' ان ہی صفات کی حامل وہ جماعت ہوتی ہے جو نظامِ حق کو برپا کرنے کی جدوجہد کر سکتی ہے۔

سید اسعد گیلانیؒ

الھدیٰ (796)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جادوگروں کی تدبیریں

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:63 تا 6

قَالُوۡۤا اِنۡ ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِھِمَا وَیَذۡھَبَا بِطَرِیۡقَتِکُمُ الۡمُثۡلٰی۞ فَاَجۡمِعُوۡا کَیۡدَکُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡیَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰی۞ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی۞ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا حِبَالُھُمۡ وَعِصِیُّھُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِھِمۡ اَنَّھَا تَسۡعٰی۞

آیت ۶۳ ﴿قَالُوۡۤا اِنۡ ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِھِمَا وَیَذۡھَبَا بِطَرِیۡقَتِکُمُ الۡمُثۡلٰی ۝۶۳﴾ ’’انہوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہی ہیں‘ جو چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال باہر کریں اپنے جادو (کے زور) سے‘ اور تمہاری مثالی تہذیب کو برباد کردیں۔‘‘

مُثۡلٰی مؤنث ہے اَمۡثَل کا‘ جس کے معنی ہیں سب سے زیادہ مثالی۔ حق کے مقابلے میں باطل ذہنیت کا باہمی اتفاق ملاحظہ ہو کہ جو دلیل اس وقت فرعون اور اس کے درباریوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف سوجھی تھی۔ آج بھی شیطانی قوتیں مسلمانوں کے خلاف اسی دلیل کے تحت پروپیگنڈا کر رہی ہیں۔ ابلیسی سوچ کے نقیبوں نے آج بھی پوری دنیا میں شور برپا کر رکھا ہے کہ Muslim Fundamentalism ہماری مثالی تہذیب وثقافت کے لیے خطرہ ہے۔ ہم نے بڑی محنت سے مختلف اداروں کو فروغ دیا ہے‘ دنیا میں انسانی حقوق کا تصور متعارف کرایا ہے‘ جان جوکھوں میں ڈال کر مرد وزن کی مساوات اور عورتوں کی آزادی کی جنگ لڑی ہے۔ مگر مسلمان بنیاد پرست ہماری تہذیب وثقافت کی ان مثالی achievements کو ملیامیٹ کر دینا چاہتے ہیں۔

آیت ۶۴ ﴿فَاَجۡمِعُوۡا کَیۡدَکُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ﴾ ’’چنانچہ تم مجتمع کرو اپنی ساری تدبیریں (اور اپنے وسائل وذرائع) پھر آؤ (مقابلہ میں) صف باندھ کر۔‘‘

تم لوگ اپنے تمام دستیاب مادی وفنی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے موسیٰؑ کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔

﴿وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡیَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰی ۝۶۴﴾ ’’اور آج کامیاب وہی رہے گا جو غالب آئے گا۔‘‘

آیت ۶۵ ﴿قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی ۝۶۵﴾ ’’جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تو تم پہلے ڈالو اور یا پھر ہم ہی پہلے ڈالنے والے بنتے ہیں۔‘‘

آیت ۶۶ ﴿قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ﴾ ’’موسیٰؑ نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو!‘‘

تو یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو پہل کرنے کی دعوت دے دی۔

﴿فَاِذَا حِبَالُھُمۡ وَعِصِیُّھُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِھِمۡ اَنَّھَا تَسۡعٰی ۝۶۶﴾ ’’تو دفعتاً ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اُن کے جادو کے اثر سے اس کو ایسے نظر آنے لگیں گویا وہ دوڑ رہی ہیں۔‘‘

حِبَال جمع ہے حَبۡل (رسی) کی اور عِصِیّ جمع ہے عَصَا (لاٹھی) کی۔ یعنی جادوگروں نے میدان میں رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں جو ان کے جادو کے اثر سے دیکھنے والوں کو سانپوں کی طرح بھاگتی دوڑتی نظر آنے لگیں۔

فرمان نبویؐ

اچھی گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا

عَنۡ ھَانِئٍ رضی اللہ عنہ أَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَیُّ شَیۡءٍ یُوۡجِبُ الۡجَنَّۃَ؟ قَالَ: ((عَلَیۡکَ بِحُسۡنِ الۡکَلَامِ وَبَذۡلِ الطَّعَامِ)) (مستدرک حاکم)

سیدنا ہانی (بن یزید رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی چیز جنت واجب کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔‘‘

تشریح: انسان کے نیک انجام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی گفتگو کرنے اور دوسروں کو کھانا کھلانے کی تلقین فرماتے ہیں۔ یہ دونوں کام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اچھی گفتگو کے ساتھ آدمی مخالف کو اپنا بنا سکتا ہے۔ اچھی گفتگو اخلاق حسنہ کی ایک نمایاں خوبی ہے۔ غیر محتاط گفتگو کی عادت انسان کی شخصیت کو نفرت کی علامت بنا دیتی ہے۔ اسی طرح دوسروں کو کھانا کھلانے والا معاشرے میں قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست احباب اور رشتہ داروں کو کھانے پر بلانا پسند فرماتے تھے اور ناداروں اور مفلسوں کو تو کھانا کھلانے کا آپؐ نے حکم بھی دیا ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 رجب المرجب 1439ھ جلد 27
27 مارچ تا 2 اپریل 2018ء شمارہ 13

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

استحکامِ پاکستان مہم

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام چلنے والی استحکامِ پاکستان مہم اگرچہ اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے، لیکن چونکہ نفاذ اسلام ہمارا ایسا فریضہ ہے جس سے ہماری دنیوی فلاح اور اخروی نجات منسلک ہے۔ لہٰذا باوجودیکہ یہ ملک کیوں اور کیسے معرضِ وجود میں آیا، اس پر اتنا کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے کہ اس میں اضافہ مشکل بھی لگتا ہے اور یہ خطرہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ کہیں سامع اور قاری اس بات کے بار بار دہرانے سے الرجک نہ ہو جائیں لیکن پھر بھی یہ سوچ کر دل و دماغ کو سکون ملتا ہے کہ اہم اور اہم تر باتوں کا بار بار دہرانا قرآنی اسلوب ہے اور چونکہ ہمارا ہرگز ہرگز یہ ہدف نہیں کہ ہم نئی سے نئی باتیں دنیا کے سامنے لائیں اور اُن سے داد وصول کریں۔ ہمیں تو اظہارِ حق ڈنکے کی چوٹ پر کرنا ہے اور کرتے چلے جانا ہے۔ جب تک سانس میں سانس ہے ہم یہی بات لوگوں کو سمجھاتے چلے جائیں گے۔ اس لیے کہ جب تک کوئی بات انسان کے دل و دماغ میں اُتر نہ جائے وہ عمل پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا تھا کہ اسلام کی حیثیت پاکستان کے باپ کی سی ہے اور جمہوریت پاکستان کی ماں ہے، محض ایک مقولہ نہیں بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کیونکہ 1946ء کے انتخابات قیام پاکستان کے حوالہ سے فیصلہ کن ثابت ہوئے تھے اور بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم پاکستان اس لیے قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام کے نظام اخوت، حریت اور مساوات کو عملاً قائم کیا جا سکے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ سول اور فوجی اسٹیبلشمنٹ، بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے ایک غیر اعلانیہ اور غیر تحریر شدہ اتحاد کے ذریعے ایک قبضہ گروپ کی حیثیت سے پاکستان کے اقتدار اور مالی وسائل کے گرد ایسا حصار قائم کر لیا اور پاکستان کے ماں اور باپ دونوں کو بے دخل کر دیا گیا۔ پاکستان میں صحیح جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا اور نہ اسلام کو اس کی اصل روح کے ساتھ پاکستان کے قریب پھٹکنے دیا گیا۔ ان دیدہ نادیدہ قوتوں نے ہمیشہ جمہوریت کا مصنوعی ڈھانچہ کھڑا کر کے اس پر اسلام کی رسوماتی چادر چڑھا کر ایک ایسے بے ڈھنگے نظام کو پروان چڑھایا جو ان کے ذاتی مفادات کو تقویت دیتا رہا۔ اُن کے مالی وسائل میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور اقتدار پر ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ ان کی دولت کی حفاظت بھی اب پاکستانی بنکوں کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔ چنانچہ یہاں سے عوام کا خون چوس چوس کر انہوں نے باہر کے بنکوں میں اپنی اس دولت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

دولت اور اقتدار کی ہوس نے مقتدر طبقات کو اندھا کر دیا ہے اور وہ اسی شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس پر خود بیٹھے ہیں۔ ایک عام آدمی ان خدشات کا اظہار اور ان خطرات کی نشاندہی کرے تو یہ واویلا اس کی بے بسی کا اظہار بھی ہوگا لیکن سربراہ ریاست اگر یہ واویلا کرے گا تو گویا وہ خود کو چارج شیٹ کر رہا ہے۔ ایسی ہی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے صدر ممنون حسین نے بنوں یونیورسٹی میں خطاب کے دوران کہا کہ، 4 سال میں ڈیم بنے نہ ہسپتال۔ عوام ان سے پوچھیں 14800 ارب کا قرضہ کہاں گیا؟ کرپشن نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا جو اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جھوٹ، مکر، فریب اور

مداری کی سیاست نے پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا، ملک کو لوٹنے والوں سے اللہ بدلہ لے گا۔ ڈاکٹر مریض کا حقیقی مرض مان چکا ہے اب اس کا فرض منصبی ہے کہ وہ دوا دارو کرے اور مرض اگر خطرناک ہے تو فوراً آپریشن کے لیے کمربستہ ہو جائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس جاں بلب مریض کے آپریشن کے لیے کن آلات کا استعمال فائدہ مند ہوگا۔ راقم کی رائے میں سلامتی اور عافیت کی منزل صرف صراطِ مستقیم کے پل صراط سے گزر کر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لیے عدل وقسط سے آراستہ پیراستہ ہونا پڑے گا بلکہ اسے اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا۔

سوشلزم اور کمیونزم جن کا کیچ ورڈ مساوات تھا' بری طرح ناکام اور مسترد ہو کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکے اور سرمایہ دارانہ جمہوری نظام جس کا کیچ ورڈ آزادی ہے اگرچہ خیر کے بعض پہلو رکھتا ہے لیکن بحیثیت مجموعی اس نے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ سرمایہ پرست افراد کا ٹولہ خود ہی تمام مالی وسائل پر قابض ہو کر انسانیت پر ظلم ڈھا رہا ہے اور خود ہی انسانی حقوق کا علمبردار بن بیٹھا ہے۔ ایک طرف اپنی تجارت اور دولت میں اضافہ کے لیے عورت کو تشہیر کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور اسے میڈیا پر برہنہ کر کے نچا رہا ہے اور دوسری طرف نسوانی حقوق کا چیمپئن بنا ہوا ہے۔ انسانی جان کے قیمتی ہونے کا ڈھنڈورا خوب زور سے پیٹتا ہے یہاں تک کہ بلیوں اور کتوں کو نقصان اور تکلیف پہنچنے پر زوردار احتجاج ہوتا ہے اور ان کے تحفظ کے لیے مہمات شروع کی جاتی ہیں لیکن مالی وسائل پر قابض ہونے کے لیے معصوم اور بے گناہ انسانوں پر اندھا دھند بمباری کی جاتی ہے اور خون کے دریا بہا دیئے جاتے ہیں۔ افغانستان، عراق اور شام پر وحشیانہ حملے حالیہ دور میں ایک روشن اور زندہ ثبوت ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام کے کسٹوڈین قدرتی مالی وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے کس قدر درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جب سرمایہ نظام کی تقویت کا واحد ذریعہ سمجھا جائے گا تو حصول کے ذرائع کی چھان بین بے معنی ہو جائے گی۔ البتہ اداروں کی تشکیل' ان کا استحکام اور کنٹرول کیونکہ حقیقی جمہوری نظام کا جزو لاینفک ہے' اس لیے مغرب میں ان سرمایہ دارانہ نظام کے حامل جمہوری ممالک میں عوام کو بھی اس خیر کا وافر حصہ ملا ہے۔ جو حکمرانوں کی بدعنوانیوں کی وجہ سے پاکستان میں ناپید ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام جسے پاکستان کا باپ قرار دیا گیا ہے اس کا کیچ ورڈ ''عدل'' ہے۔ جب اسلامی نظام کو اس کی انقلابی روح کے ساتھ دیانت داری اور نیک نیتی سے نافذ کیا جائے گا تو یہ مردہ قوم حیاتِ نو حاصل کر لے گی۔ اس مردہ قوم کو عیسوی پھونک کی ضرورت ہے اور یہ پھونک صرف عادلانہ نظام کے قیام سے ماری جاسکتی ہے۔ اپنے حق سے تجاوز کرنا ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ جب آخرت دنیا سے عزیز تر ہو جائے گی تو ہمیں حقوق سے زیادہ اپنے فرائض کی فکر ہوگی۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے' آسان نہیں ہے، لیکن ناممکن نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے قراردادِ مقاصد منظور کر کے ہمیں راہ دکھا دی ہوئی ہے۔ خوش قسمتی سے اب وہ 1973ء کے آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم دیانت داری سے 1973ء کے آئین کی وہ رکاوٹیں دور کر دیں جن سے اسلامی شقوں اور دفعات کا راستہ روکا گیا ہے اور آئین کی اس شق کو کہ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ اس کو مکمل طور پر آئین پر غالب حیثیت حاصل ہو جائے۔ ہر شہری کو حق حاصل ہو کہ وہ اگر محسوس کرے کہ فلاں قانون اللہ اور رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے بنایا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد سے قرآن اور سنت کے احکامات یا کسی حکم کی نفی ہوگی تو وہ اسے عدالت میں چیلنج کر دے اور اس معاملے میں کوئی استثناء روا نہ رکھا جائے۔ مرد اور عورت کے مابین، آجر اور اجیر کے درمیان' فرد اور معاشرے میں اسلام کے طے شدہ طریقے کے مطابق حقوق وفرائض کی تقسیم ہو جائے تو انتشار کا خاتمہ لازم ہے۔

جب حکمران فرمانِ نبویؐ کے مطابق خود کو قوم کے خادم تصور کریں گے تو دیواریں خود بخود گر جائیں گی۔ جب یہ تصور اذہان وقلوب میں راسخ ہو جائے گا کہ یتیم کا مال پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف ہے تو ظلم مٹ جائے گا۔ جب حقیقی احتساب کا خوف دل ودماغ پر چھایا ہوگا تو بدعنوانی کا نام ونشان نہیں رہے گا، ڈاکے اور چوریاں ختم ہو جائیں گی۔ جب ستر وحجاب معاشرے کا لازمی جز بن جائے گا تو فحاشی بے حیائی اور زنا کی لعنت سے بچنا ممکن ہو جائے گا۔ جب عیش وعشرت اور دولت اڑانے اور جلانے کے مواقع ختم ہو جائیں گے تو دولت کی ہوس دم توڑ جائے گی یا بہت محدود ہو جائے گی۔ ہماری آخرت ہی نہیں ہماری تو دنیا بھی اسلام کے دامن سے چمٹ کر سنور سکتی ہے' اس لیے کہ حالات و واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان کا استحکام ہی نہیں بقا بھی اسلام کے دامن سے وابستہ ہے۔ ڈاکٹر اگر مریض کی صحیح تشخیص کرنے کے باوجود اپنی مجبوریوں کی وجہ سے یا اپنے ذاتی لالچ کی وجہ سے صحیح اور درست علاج نہ کرے تو وہ مسیحا نہیں قاتل ہے آپ کو اپنے بارے میں خود فیصلہ کرنا ہوگا۔ وگرنہ تاریخ تو اپنا فیصلہ وقت پر سنا دے گی۔ میرا اور آپ کا تصورِ پاکستان صرف اسلامی ریاست کا ہونا چاہیے۔ یہی پاکستان کے قیام کی واحد وجہ جواز تھی اور یہی اس کی بقا اور استحکام کا واحد راستہ ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مہم کا اہتمام تو فوری طور پر جھنجوڑنے کے لیے کیا جاتا ہے یہ کام اس وقت تک کرنا ہوگا جب تک نبی اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہو جاتی کہ گھاس پھوس کی جھونپڑی سے لے کر ہر پختہ گھر میں اسلام داخل نہیں ہو جاتا۔ وما علینا الا البلاغ

دائمی خسارے سے بچنے کی چار شرائط

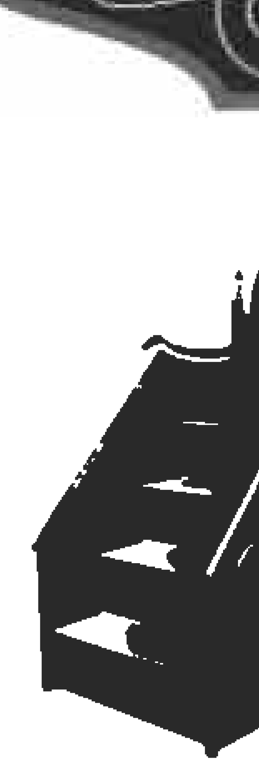

(سورۃ العصر کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 16 مارچ 2018ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! جمعہ کا دن مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ وہ خطاب جمعہ میں قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور اس کے ذریعے لوگوں کی تذکیر فرمایا کرتے تھے۔ الحمد للہ! ہماری بھی یہی کوشش رہی ہے کہ خطاب جمعہ میں قرآن مجید ہی کی تعلیمات کو بیان کیا جائے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے قرآن کے منتخب اسباق کا ایک سلیبس تیار کیا تھا تاکہ دین کا صحیح اور حقیقی تصور لوگوں پر واضح ہو جائے۔ کیونکہ آج ہر ایک نے دین کا اپنا اپنا مفہوم تراشا ہوا ہے۔ کوئی صرف خدمت خلق کو ہی دین سمجھتا ہے اور کسی نے عبادات و معاملات کو دین سمجھ لیا ہے۔ عام تصور یہی ہے کہ نماز، روزہ کرلیا اور مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے تو بس بیڑا پار ہے۔ چاہے کلمہ کا اصل مفہوم معلوم ہو یا نہ ہو یا چاہے کلمہ ہی پڑھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو جنت ہمارا پیدائشی حق ہے۔ ظاہر ہے یہ تصورات دینی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔ اس لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ مناسب سمجھا کہ قرآن ہی کے کچھ حصوں کا مطالعہ اس ترتیب سے کیا جائے کہ دین کا اصل تصور لوگوں کے سامنے آجائے اور انہیں اپنی دینی ذمہ داریوں کا شعور حاصل ہو جائے۔ مسلمانوں کو پتا لگ جائے کہ قرآن ہم سے چاہتا کیا ہے۔ اس منتخب نصاب کا آغاز سورۃ العصر سے ہوتا ہے جو قرآن حکیم کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے لیکن ایک لحاظ سے یہ پورے قرآن کا خلاصہ بھی ہے۔ اصل میں تو ہمیں پورے قرآن کے مطالعہ کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن ہماری آسانی کے لیے اللہ نے قرآن کا پیغام تین آیات میں بھی دے دیا ہے تاکہ یہ پیغام ہمیں ہر وقت ذہن نشین رہے۔ صحابہ کرامؓ ایک ہفتے میں پورے قرآن کی تلاوت مکمل کرلیتے تھے لیکن ان کا معمول تھا کہ: ((كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا الْتَقَيَا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ سُوْرَةَ الْعَصْرِ ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ)) ''نبی اکرم ﷺ کے اصحاب ؓ میں سے کوئی سے دو صحابہ جب بھی باہم ملاقات کرتے تھے تو وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے جب تک کہ ایک دوسرے کو سورۃ العصر سنا نہ لیں، اس کے بعد وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے اور ایک دوسرے سے رخصت ہو جاتے۔'' (شعب الایمان)

مرتب: ابو ابراہیم

صحابہ کرامؓ کا یہ معمول اس لیے تھا تاکہ قرآن کا پیغام بھولنے نہ پائے اور یاددہانی ہوتی رہے۔ کیونکہ یہ دنیا ہمیں اپنے اندر غافل کرلیتی ہے۔ دنیا کے مسائل میں ہم بالکل بھول جاتے ہیں کہ ہم دنیا میں حالت امتحان میں ہیں، ہمیں یہ مہلت عمر ملی ہے۔ اس میں ہم نے عذاب جہنم سے خود کو بچانے کی کوشش کرنی ہے۔ اس لیے کہ جب موت آگئی تو پھر دوبارہ کوئی موقع نہیں ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کی اس گہما گہمی میں گم ہو کر اپنا اصل سبق بھول جائیں لہٰذا ان مختصر ترین الفاظ کو مسلسل یاد کرتے رہیں۔ اسی کے لیے تو اللہ کی طرف سے پانچ نمازوں کا تحفہ ہمیں ملا تھا کہ چاہے ہم نے شعوری طور پر اسلام کو، دین کو، آخرت کو قبول کر رکھا ہے یا سمجھ رکھا ہے لیکن جب دنیا کے مشاغل میں مصروف ہوتے ہیں تو اسی میں گم ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے اس گمشدگی سے نکلنے کے لیے دن میں پانچ مرتبہ ہمیں پابند کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دو۔ اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب بندہ تکبیر تحریمہ کے بعد دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ اس کے بعد نمازی اللہ سے مناجات کرتا ہے، سورۃ الفاتحہ کی شکل میں اللہ سے عہد و پیمان کرتا ہے۔ چنانچہ نماز کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہم دن میں پانچ مرتبہ اپنے ایمانیات کو تازہ کریں اور صراط مستقیم کی فکر یں۔ یہ الگ بات ہے کہ آج ہمیں نماز کا یہ تحفہ بھی بوجھ لگتا ہے اور ہم نے اسے محض ایک رسم بنا دیا ہے۔ ہمیں کچھ پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم نے کیا پڑھا ہے کیا وعدہ کیا ہے؟ حالانکہ یہ بڑی فکر کی بات تھی جس کی یاددہانی کے لیے یہ تحفہ ہمیں عطا ہوا تھا۔ صحابہ کرامؓ کو اس کی فکر زیادہ تھی اسی لیے وہ جدا ہونے سے پہلے سورۃ العصر ایک دوسرے کو ضرور سنایا کرتے تھے۔ اس لیے کہ اس میں قرآن کے پیغام کو مختصر ترین الفاظ میں بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝۱﴾ ''زمانے کی قسم ہے۔''

آپ نے دیکھا ہوگا کہ چوبیس گھنٹوں میں سے عصر کا وقت بڑی تیزی سے گزرتا ہے۔ گرمیوں میں تو پھر بھی اس کی کچھ duration ہوتی ہے، لیکن سردیوں میں یہ بالکل ہی قابو میں نہیں آتا۔ اسی بات کو ایک بڑی حقیقت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ یہ تیزی سے گزرتا ہوا زمانہ اس پر بات پر گواہ ہے کہ:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝۲﴾ ''یقیناً انسان خسارے

میں ہے۔''

زمانہ پوری انسانی تاریخ کا شاہد ہے۔ بڑی بڑی قومیں آئیں اور ختم ہوگئیں۔ ہم میں سے ہر شخص اپنی زندگی کے حالات و واقعات کا شاہد ہے لیکن زمانہ گواہ ہے کہ کس قوم کا کیا انجام ہوا۔ زمانہ انسان کے اس خسارے سے بھی واقف ہے کہ وقت کی ڈور تیزی سے انسان کے ہاتھ سے پھسل رہی ہے، اتنی ہی تیزی سے انسان کی مہلت عمر کم ہو رہی ہے اور جس امتحان میں انسان کو ڈالا گیا ہے اس میں ناکامی اس کا مقدر بننے والی ہے اور اس ناکامی کا نتیجہ انتہائی بھیانک نکلنے والا ہے۔ چنانچہ یہاں کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ ویسے تو آج کے مادہ پرست دور میں اکثر لوگ یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے۔ وقت ضائع نہ کرو۔ خاص طور پر بچوں سے یہی کہا جاتا ہے۔ لیکن اصل میں یہ کہنا دنیوی لحاظ سے ہوتا ہے۔ دنیا بنانا، دنیا کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لیے وقت ضائع کیے بغیر محنت کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں حالت امتحان میں ہیں اور اس امتحان کا نتیجہ دنیا میں نہیں نکلنا۔ دنیا میں اگر کسی کو زیادہ ملا ہے یا کم ملا ہے تو وہ بھی ایک امتحانی معاملہ ہے۔ کسی کو اللہ زیادہ دے کر آزما رہا ہے اور کسی کو کم دے کر اور کسی کو درمیانے درجے میں رکھ کر۔ اب دنیا میں یہ جو مہلت عمر ہمیں ملی ہے یہ اس لیے نہیں ملی کہ ہم صرف دنیا بنانے میں اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر ڈالیں۔ بلکہ یہ لمحات اس لیے ملے ہیں کہ ایسا عمل کرو کہ جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ اور اگر جہنم سے بچ گئے تو پھر جنت کی اصل نعمتوں سے استفادہ کا موقع ملے گا جو ہمیشہ کے لیے ہوگا۔ جبکہ دنیا کی زندگی تو مختصر سی زندگی ہے اور جلد ختم ہونے والی ہے۔ لہٰذا زمانہ دیکھ رہا ہے کہ انسان اس عارضی اور مختصر سی زندگی کے لیے آخرت کی دائمی زندگی کو داؤ پر لگا کر بہت بڑے خسارے کا سودا کر رہا ہے۔ آخرت کا تصور ہی اس کے ذہن سے نکل چکا ہے اور وہ دنیا کی کامیابی کو ہی اصل کامیابی سمجھ بیٹھا ہے۔ اسی پر وہ شاداں و فرحاں ہے، مہلت عمر کم ہو رہی ہے اور وہ اپنی سالگرہ کی خوشیاں منا رہا ہے۔ حالانکہ ذرا حقیقت پسندانہ طور پر دیکھے تو سالگرہ کا مطلب کیا ہے؟

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اگر آپ سالوں کا حساب لگا رہے ہیں کہ تو آپ کی زندگی میں ایک سال کم ہوگیا۔ اب آپ قبر سے زیادہ قریب ہوگئے۔ ایک ایک لمحہ جو گزر رہا ہے وہ ہمیں قبر سے قریب کر رہا ہے۔ یہ تشویش اور پریشانی کی بات ہے لیکن ہم اندھے بہرے بن کر سالگرہ کی تقریب منا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ ضرورت تو اس امر کی ہوتی ہے کہ انسان سر پکڑ کے بیٹھے اور اپنا محاسبہ کرے کہ گزرے سال میں کیا کچھ کیا اور اپنے اصل امتحان میں اس وقت کہاں کھڑا ہوں؟ ظاہر ہے کارکردگی کے حوالے سے مایوسی تو ہوگی مگر آئندہ کے لیے عزم کرے کہ آئندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ جبکہ سالگرہ میں جشن منایا جاتا ہے۔ چنانچہ زمانہ دیکھ رہا ہے کہ یہ نادان انسان کس بات کا جشن منا رہا ہے حالانکہ یہ بہت بڑے خسارے کی طرف جا رہا ہے اور وہ خسارہ کون سا ہے؟ قرآن مجید میں اس کی تفصیل آئی ہے کہ وہ جہنم کی آگ ہے۔ مزید تشریح احادیث میں آئی ہے کہ وہ آگ بھی ایسی آگ ہے کہ اس دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہولناک ہے۔ چنانچہ دنیا کے اس امتحان میں جو کامیاب ہوا وہ جنت میں جائے گا اور جو ناکام ہوا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔ تیسرا کوئی آپشن ہے ہی نہیں۔ گویا یہ وہ معاملہ ہے جس میں رسک نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن ہم ہیں کہ یہ مہلک رسک لے رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ زمانہ دیکھ رہا ہے کہ نوع انسانی کی بہت بڑی اکثریت جہنم میں جانے والی ہے:

﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ﴾

''اور ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں بہت سے جن اور انسان۔''(الاعراف:179)

لیکن اس بہت بڑے خسارے سے بچیں گے وہی لوگ جن کے بارے میں اگلی آیت میں بتایا گیا کہ:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ ''سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

یہ چار کام جو لوگ کریں گے وہ اس بہت بڑے دائمی خسارے سے بچ جائیں گے۔ ایک لحاظ سے اس ایک ہی آیت میں پورے دین کی تعلیمات کو سمو دیا گیا ہے۔

1۔ ایمان:

ایمان کا دعویٰ تو ہم سب ہی کرتے ہیں۔ الحمدللہ مسلمان ہیں اور یہ اسلام یا ایمان ہمیں موروثی طور پر ملا ہے۔ ایمان کے دو حصے ہیں، **اقرار باللسان و تصدیق بالقلب**۔ یعنی ایک ہے زبان سے اقرار کرنا اور دوسرا ہے دل سے تصدیق کرنا۔ زبان سے جو بھی کلمہ پڑھ لے دنیا میں اُسے مسلمان ہی مانا اور سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اصل ایمان ان حقائق پر دل سے یقین ہونا ہے کہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ بتا رہے ہیں وہ واقعتاً حق ہے۔ آنحضور ﷺ کے ذریعے جو آسمانی ہدایت آئی ہے وہ واقعی حق ہے۔ ساری کائنات کا مالک ایک ہی ہے اور حاکم بھی وہی ہے اور اس کا ہی اقتدار ہر طرف ہے۔ پوری کائنات کی وسعت اس کے کنٹرول میں ہے۔ انسان کو اس نے جو مہلت دی ہے وہ امتحاناً ہے۔ وہ چاہے تو کسی کی مجال ہی نہ ہو کہ کوئی چھوٹی سی بھی غلطی کر سکے۔ یہ کہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے اور یہ میری ہدایت کے لیے آیا ہے۔ ظاہر ہے جب اس بات کا دل سے یقین ہو جائے گا تو پھر اس ہدایت کی وہ پیروی بھی کرے گا۔ قرآنی تعلیمات پر عمل بھی کرے گا۔ اس کے لیے سب سے قیمتی شے یہ قرآن بن جائے گی۔ اس کے لیے سب سے زیادہ محبوب شخصیت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے جن کے ذریعے یہ قرآن عطا ہوا اور جنہوں نے اس قرآن کی عملی تفسیر کر کے بتائی کہ اس کی عملی شکل کیا ہے۔ جنہوں نے کامل نمونہ بن کر دکھایا۔ وہ آپ ﷺ کو محسن انسانیت کے روپ میں دیکھے گا۔ پھر اس کی سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہو جائے گی۔ یہ ہے اصل ایمان اور اسی کو دلی یقین والا ایمان کہتے ہیں۔

2۔ نیک اعمال:

قرآن و حدیث میں ہمیں مکمل راہنمائی دی گئی ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے؟ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے؟ اس حوالے سے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے ہمیں راہنمائی نہ دی گئی ہو۔ اس راہنمائی کے مطابق زندگی گزارنا عمل صالح ہے۔ ظاہر ہے جب انسان کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ربوبیت پر دل سے یقین ہو جائے گا تو پھر انسان اپنے رب کا ہر حکم مانے گا بھی یا کم از کم ماننے کی کوشش ضرور کرے گا۔ کیونکہ اللہ کو تو معلوم ہے کہ اس کے بندے نے کوشش ضرور کی ہے اگرچہ کچھ رکاوٹیں تھیں۔ چنانچہ ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ کے احکامات پر عمل کرے اور اگر کوتاہی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔ تو یہ بھی اللہ کی رحمت ہے اگرچہ بندہ

سچی توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے۔ غفلت میں یا شیطان کے کسی وسوسے یا ہتھکنڈے کا شکار ہو کر بڑے سے بڑا گناہ بھی اگر انسان سے سرزد ہو جائے اور اس کے بعد سچی توبہ کر کے اپنا عمل درست کر لے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ دائمی خسارے یعنی جہنم سے بچنے کے لیے یہ دو بنیادی شرطیں ہیں یعنی ایمان بالقلب اور اعمال صالح۔ اصولی طور پر بات یہیں ختم ہو جانی چاہیے لیکن دین کا معاملہ چونکہ صرف انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں ہے اس لیے مزید دو شرطیں اور بھی ہیں جن کا تعلق ہماری اجتماعی زندگی سے ہے۔

3۔ حق بات کی نصیحت

لوگوں کو برائی سے روکنا، نیکی کی تعلیم دینا اور جو اللہ کو نہیں مانتے انہیں قرآن کا پیغام پہنچانا تواصی بالحق ہے۔ پہلے یہ کام انبیاء کے سپرد تھا لیکن آنحضور ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں اس لیے آپ ﷺ کے بعد یہ ذمہ داری آپ ﷺ کی اُمت کی ہے کہ وہ لوگوں تک اللہ کے دین کو نہ صرف پہنچائے بلکہ عملی طور پر بھی قائم و نافذ کر کے انسانیت کو انصاف دلائے۔ اسی وجہ سے اس اُمت کو خیر امت کا لقب ملا ہے۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے'' (آل عمران:110)

ایک اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں لیکن یہ اُمت خیر امت اس وجہ سے ہے کہ اس کے ذمہ اقامت دین کی ذمہ داری ہے جو پہلے انبیاء و رسل کے پاس تھی۔ اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات پر دین نافذ کرو، پھر اپنے گھر سے اس دعوت اور اقامت کا کام شروع کرو، پھر اپنے آس پڑوس اور عزیز و اقارب تک دین کی دعوت پہنچاؤ اور پھر معاشرے پر دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرو۔ دائمی خسارے سے بچنے کی یہ تیسری شرط ہے کہ حق بات کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کا دین سب سے بڑا حق ہے اور اسی دین کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو بطور نظام زندگی قائم بھی کرنا ہے۔ اس کے لیے فرشتے نہیں اتریں گے۔ یہ کام مسلمانوں کو ہی کرنا ہوگا۔ یہی ان کی آزمائش ہے۔ فرشتے بھی مدد کے لیے اُتریں گے لیکن جب انسان اقامت دین کے لیے مخلصانہ جدوجہد کرے گا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

تواصی بالحق کے ضمن میں پہلا کام یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے گردوپیش میں نہی عن المنکر کا کام کرے۔ لوگوں کو نیکی کی طرف متوجہ کرے۔ منکرات سے منع کرنا ہر مسلمان کے دینی فرائض میں شامل ہے۔ لیکن آج کے دور میں عام تصور یہ ہے کہ کسی کے مسئلہ میں ٹانگ نہ اڑاؤ۔ جو بھی جو کچھ کر رہا ہے کرنے دو، کسی کے معاملات میں دخل مت دو۔ لیکن دین تقاضا کر رہا ہے کہ ہر مسلمان امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ (طاقت) سے بدلے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (مسلم)

اگرچہ قوت کا مرحلہ آخیر میں آئے گا۔ لیکن سب سے پہلے آپ زبان سے تو اسے سمجھائیں کہ تم یہ کام غلط کر رہے ہو۔ معاشرے میں اگر کوئی برائی نظر آتی ہے تو اس کے خلاف آواز بھی اُٹھانی ہے لیکن اس سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر سے اس کا آغاز کرنا ہے۔

4۔ صبر کی تلقین

ظاہر ہے جب آپ حق بات کی دعوت دیں گے اور برائیوں سے لوگوں کو منع کریں گے تو لوگوں کی طرف سے مخالفت بھی ہوگی۔ ممکن ہے کچھ لوگ آپ کی بات مان لیں لیکن ہر کسی کو آپ کا یہ طرزِ عمل پسند نہیں آئے گا۔ لہٰذا نتیجہ میں آپ کو بہت کچھ سننا اور سہنا پڑے گا۔ قدم قدم پر آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں گے اور قدم قدم پر رکاوٹیں ڈالی جائیں گی۔ لہٰذا اب یہ نہ ہو کہ ان مصائب سے گھبرا کر آپ اپنے مشن سے ہی ہٹ جاؤ۔ بلکہ ضروری ہے کہ آپ یہ سب کچھ صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کریں۔ یہ دائمی خسارے سے بچنے کی چوتھی شرط ہے۔ چنانچہ دائمی، حقیقی اور حتمی کامیابی کے لیے ہمیں یہ چار کام ہر حالت میں کرنے ہوں گے تب ہم حقیقی معنوں میں کامیاب کہلائیں گے اور دائمی خسارے سے بچ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نجات کے اسی راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: حالات حاضرہ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

پاکستان وہ ملک ہے جس سے دنیا کے ہر خطے کے مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ افسوس کہ سرکاری سطح پر ہم بھی اس سانحے سے بالکل لاتعلق ہیں۔ اندرون ملک حکومتی ادارے آپس میں متصادم ہیں۔ میڈیا کو لوگوں کی پگڑیاں اچھالنے اور بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دینے سے فرصت نہیں۔ علماء بھی سیاست کی اس دوڑ میں اس طرح شریک ہیں لہٰذا انہیں امت مسلمہ کا درد اجاگر کرنے کی فرصت نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ عوام کا ایک حصہ پی ایس ایل کے چوکوں اور چھکوں پر لڈیاں ڈال کر محو رقص ہے۔ مزدوروں پر مشتمل عوام کا دوسرا حصہ جسم و جاں کا رشتہ برقرار کرنے کی جدوجہد میں سرگرداں ہے اور اسے کسی اور جانب دیکھنے کی فرصت نہیں۔ کیا مسلم ممالک کے حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ ظلم و ستم کا یہ سلسلہ صرف شام تک محدود رہے گا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم بہاولنگر کے رفیق جناب ریاض احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0304-9907299

☆ حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم مروٹ کے رفیق ڈاکٹر محمد رمضان کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-4210220

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے رفیق اکبر علی اعوان کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-7871487

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق ندیم مصطفےٰ کی ممانی وفات پا گئیں

برائے تعزیت: 0300-6346269

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

غوطہ کا المیہ اور امت مسلمہ کی مجرمانہ خاموشی

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید

اس وقت شام کے علاقے غوطہ کے مسلمانوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اس پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ غیر مسلموں کو تو چھوڑیں، مسلمان کی ایک بہت بڑی تعداد جو کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن درحقیقت اللہ کے باغی ہیں۔ بہرحال بچوں کے ساتھ شام میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے ایمان کی بنیادوں کو ہلائے دیتا ہے۔ کیا کوئی بڑی قوت اوپر نہیں جو اس ظلم وستم کو روک سکے۔ ان بچوں کا کیا قصور ہے؟ اس پر ظلم یہ کہ ان کو مارنے والے بھی مسلمان ہیں۔ اگر ہم واقعی اللہ کے رسولؐ کی امت ہیں جسے اللہ نے قیامت تک کے لیے own کیا ہے تو ہمارے ساتھ یہ ہو کیوں رہا ہے؟ اسی قسم کے سوالات کے جوابات اپنی دو نظموں شکوہ اور جواب شکوہ میں علامہ اقبال نے اٹھایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

وہ جو محبوب رب العالمین ﷺ کی امت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کی جانب سے اہانت و توہین کا معاملہ ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ کے یہ باغی زمین پر پھل پھول رہے ہیں۔ زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی۔ دوسری جانب تباہی و بربادی مسلمانوں کی قسمت بن چکی ہے۔ اس حوالے سے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ کیا ہے؟ مسلمانوں کے عروج و زوال اور عزت و ذلت کے اسباب کیا ہیں؟ اس ضمن میں ہمیں رہنمائی کی شدید ضرورت ہے اور قرآن مجید نے واضح ہدایت فراہم کی ہے۔ اگر یہ ہدایت ہمارے سامنے ہو تو پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ اس وقت روئے ارضی پر مسلمانوں کی تعداد دو ارب کے قریب بتائی جاتی ہے۔ ان کے پاس وسائل کی بھی کمی نہیں۔ عربوں کے پاس تیل کی دولت آئی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی نااہلی کی وجہ سے اس سے فائدہ وہی اٹھا رہے ہیں جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ مسلمانوں کی ساری دولت ان کے بینکوں میں جمع ہے۔ عالمی سیاست میں ہمارا مقام نہ تین میں ہے اور نہ تیرا میں۔ ہماری دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔ ہمارے پاس ایٹم بم ہے جس کی بنیاد پر ہم کبھی کبھی امریکہ کے سامنے بھی اکڑ جاتے ہیں۔ یہ ایٹم بم بھی ہمارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اگر ہم اپنے بنیادی نظریہ سے انحراف کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ اقوام عالم تم پر ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی کہ آیئے! یہ لقمۂ تر ہے، تناول فرمایئے جس طرح دسترخوان پر کھانا چننے کے بعد مہمانوں کو کھانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! ایسا وقت آئے گا جب مسلمان اتنے بے بس اور لاچار ہو جائیں گے۔ کیا وہ تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری تعداد تو بہت ہوگی۔ صحابہ کرامؓ نے سوچا ہوگا کہ اس وقت ہماری تعداد ہزاروں میں ہے تو اس وقت لاکھوں میں ہوں گے۔ ہم پونے دو ارب ہوں گے، یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ آگے فرمایا کہ تمہاری حیثیت ایسی ہوگی جیسے پہاڑی علاقوں میں جب بارش ہوتی ہے اور پانی اکٹھا ہو کر سیلاب کی شکل اختیار کرتا ہے جس پر جھاڑ جھنکار اور جھاگ ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ خوبصورت مثال نہیں مل سکتی۔ جھاگ بلبلے ہوتے ہیں جن میں وہ مزاحمت ہوتی ہی نہیں کہ خود اپنے بل پر کھڑے ہو سکیں۔ صحابہ کرامؓ کو پریشانی یہ ہوئی کہ اتنی کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود ایسا کیوں ہوگا۔ سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ تم میں وھن کی بیماری پیدا ہو جائے گی یعنی **حب الدنیا اور کراھیۃ الموت**۔ آج دنیا ہی منتہائے مقصود ہے۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس تک نہیں کہ ہم مسلمان اللہ کی زمین پر اس کے نمائندے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں پر دنیا کے مختلف مقامات پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ روہنگیا، کشمیر اور چیچنیا میں مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں اور اب ایک طویل عرصے سے مشرق وسطیٰ بارود کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔ وہاں مسلمانوں ہی کو استعمال کیا جا رہا ہے جن کی پشت پر بڑی قوتیں ہیں۔ روس بشار الاسد کی پشت پر ہے تو امریکہ اسرائیل کی پشت پر۔ ادلب میں جو کچھ ہوا اور اب غوطہ کے مسلمانوں پر بے رحمانہ فوج کشی کی گئی ہے۔ اس میں کسی مرد و زن، بچے اور بوڑھے کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ گویا اس وقت سب سے بے سہارا اور مظلوم مسلمان ہے۔ ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو۔ ہزاروں کیا لاکھوں مسلمان قتل کر دیئے جائیں، دنیا کو کوئی پرواہ نہیں۔ امریکہ، زمین پر دنیا کی واحد سپر پاور، دنیا کی تہذیب کا خود کو امام سمجھتا ہے۔ ایک شبہ کی بنیاد پر عراق کے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا اور بعد میں ہاتھ جھاڑ کر واپس آ گیا اور اعتراف کر لیا کہ عراق میں تباہی کے کوئی ہتھیار ہمیں نہیں ملے۔

ہر مسلمان یہ سوچتا ہے کہ اگر ہم اللہ کی نمائندہ امت ہیں تو اصولاً تو دنیا میں سب سے زیادہ سربلند اور طاقتور ہمیں ہی ہونا چاہیے۔ عملاً ہم دنیا میں اللہ کی نمائندہ امت ہیں اور ہم ہی اللہ کے آخری اور کامل رسول ﷺ کے پیروکار ہیں اور آپ ﷺ کی ناموس پر جان دینے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان دشمن قوتوں کو تہس نہس کرے۔ دنیا میں تو اقتدار و اختیار مسلمانوں کے پاس ہونا چاہیے۔ علامہ اقبال نے بھی قوم میں دوبارہ زندگی پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اور جس کے بل پر انگریز اور ہندو کے مقابلے میں تحریک پاکستان چلائی گئی تھی۔ یہ علامہ اقبال کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ انہوں نے اپنے کلام میں واضح کیا کہ اللہ تو آج بھی تمہارے ساتھ ہے لیکن تم نے اس سے بیوفائی کی ہے۔ آج اسی کے نتائج تمہیں بھگتنا پڑ رہے ہیں۔

غوطہ شام کے دارالحکومت دمشق کا ایک نواحی علاقہ ہے جس کی آبادی چار لاکھ ہے۔ ایک طویل عرصے سے بشار الاسد نے اس پوری آبادی کو محصور کر رکھا ہے۔ ان پر مہلک کیمیائی گیسوں کا استعمال بھی کیا گیا۔ اب اس بے بس، مجبور اور محصور آبادی پر بشار الاسد اور روس کی افواج بمباری کر رہی ہیں۔ لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ اس مصیبت کے وقت وہاں کے لوگ امت مسلمہ سے اپیل کر رہے ہیں مگر کوئی مسلم ملک ایسا نہیں جو ان کی مدد کے لیے آمادہ ہو۔ اس سے بڑھ کر المیہ یہ ہے کہ

(باقی صفحہ 7 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

حرفے چند با اُمّتِ عربیہ 3 عالمِ عرب سے چند گزارشات

7 او دلے در پیکرِ آدم نہاد	او نقاب از طلعتِ آدم کشاد

انھی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے، انسان کے اندر 'دل' رکھا گیا اور انھوں نے ہی انسان (کو نورانی چہرہ عطا کر کے) اس پر سے نقاب اُٹھایا

8 ہر خداوندِ کہن را او شکست	ہر کہن شاخ از نمِ او غنچہ بست

انھوں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی تمام سابقہ (یعنی باطل) معبودوں کو مٹا دیا اور قرآنی اخلاق کی طراوت سے ہر بے برگ و بار ٹہنی سے کلیاں پھوٹ پڑیں

9 گرمیٔ ہنگامۂ بدر و حنین	حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ

بدر وحنین 1 کی معرکہ آرائی کا حسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت عام ہوا (یعنی آپ کے تربیت یافتہ مایۂ ناز صحابہ رضی اللہ عنہم) حیدر و صدیق و فاروق و حسین رضی اللہ عنہم

10 سطوتِ بانگِ صلوٰت اندر نبرد	قرائت الصّافات اندر نبرد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ (قتال و جہاد) کو نماز کا حسن بخشا 2 اور اذان بلند کی اور میدانِ جنگ میں طویل سورت (الصافات) کی تلاوت کر کے (جنگ کے ہنگاموں کے دوران بھی) اطمینانِ قلبی (اور اعلیٰ ایمان) کا اظہار کیا 3

7۔ اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہورِ قدسی سے پہلے (یہود کے قتل انبیاء کے جرم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد 610ء تک) فترۃ وحی کے باعث دنیا بالعموم آسمانی ہدایت سے محروم تھی اور انسان حیوانی سطح پر زندگی گزار رہے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت وجود اور تعلیمات کا ثمرہ ہے کہ آپ نے دنیا کو ضمیر انسانی، رُوح اور CONSCIENCE جیسے الفاظ سے از سرِنو آگاہ کیا۔ انسان کو یونانیوں اور رومیوں کے تاریک اور انسانیت سوز رویّوں (مظالم) سے نجات دلا کر روح اور جسد کے ساتھ اشرف المخلوقات کا مقام عطا فرمایا۔ یوں آپ کی تشریف آوری حقیقت انسانی اور عظمت انسانی کی رونمائی اور نقاب کشائی ہوئی (افسوس کہ عصر حاضر نے انسان کو ڈارون اور فرائڈ کے انسان دشمن نظریات کے ذریعے پھر بندر کی اولاد بنا دیا ہے)۔

8۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تمام سابقہ خداؤں کو مٹا دیا تمام معبودانِ باطل کو بے وقعت کر دیا اور بادشاہوں اور شہنشاہوں کا اقتدار (جو خدائی کے دعوے دار تھے اور خلقِ خدا سے سجدے کراتے تھے) حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ نوعِ انسانی کو شعور بخشا کہ وہ توحیدی العقیدہ اختیار کریں۔ یہ آپ ہی کی تعلیمات کا معجزہ تھا کہ اس کی نمی سے ہر خشک شاخ ہری ہوگئی اور ہر بانجھ ٹہنی بار آور ہوگئی، عرب کا بے آب و گیاہ صحراء تہذیب وتمدن، علم وحکمت، اخلاق و کردار، عظیم حکمرانوں اور سپہ سالاروں کا گہوارا بن گیا۔

9۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا پر یہ آشکار ہوا کہ بداخلاق اور بدکردار رومی و یونانی وایرانی بادشاہوں کی طرح جنگ صرف ہوس زر اور ہوس ملک گیری ہی کے لیے نہیں اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ کے لیے بھی لڑی جاسکتی ہے اور یہ جنگ اب 'جہاد' اور مقدس قرار پایا کہ اب یہ عبادت کا درجہ حاصل کر گیا۔ بدر وحنین کے معرکے اور حیدر وصدیق و فاروق وحسین رضی اللہ عنہم جیسی انسان دوست شخصیات کے روشن کردار اس بات کا تاابد ثبوت ہیں۔

9۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا پر یہ آشکار ہوا کہ بداخلاق اور بدکردار رومی و یونانی وایرانی بادشاہوں کی طرح جنگ صرف ہوس زر اور ہوس ملک گیری ہی کے لیے نہیں اعلیٰ انسانی اقدار کے فروغ کے لیے بھی لڑی جاسکتی ہے اور یہ جنگ اب 'جہاد' اور مقدس قرار پایا کہ اب یہ عبادت کا درجہ حاصل کر گیا۔ بدر وحنین کے معرکے اور حیدر وصدیق و فاروق وحسین رضی اللہ عنہم جیسی انسان دوست شخصیات کے روشن کردار اس بات کا تاابد ثبوت ہیں۔

10۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ (قتال و جہاد) کو نماز کے ذریعے حسن بخشا اور اذان بلند کرنے سے کلمۂ حق کی سربلندی اور تکبیر ربّ کو محسوس معنی دیے کہ عام انسان بھی سمجھ سکے اور تکبیر رب اور تلواروں کی چھاؤں میں کلمہ حق کہنے کا سبق یاد رہے۔ بقول اقبال ؎

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
اور ع کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

1 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر رمضان 2ھ میں جنگ بدر ہوئی اور شوال 8ھ میں جنگ حنین ہوئی۔

2 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ جیسے مہلک عمل کو بھی نماز کا حسن بخش کر 'جہاد' یعنی عبادت میں بدل دیا۔ اور جنگ کا عمل مالِ غنیمت کے حاصل کرنے کی بجائے روحانی ترقی اور ایمان کا مظہر بن گیا۔

3 قرآن مجید میں ہے کہ عین جنگ کے دوران بھی نماز کا وقت آجائے تو مسلمان دو حصوں میں فرض ادا کریں۔

شام میں اصل پلاننگ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی نظر آرہی ہے اور مسلمان اس سارے کھیل میں استعمال ہو کر کمزور سے کمزور تر ہوتے جارہے ہیں: ایوب بیگ مرزا

عالمی طاقتیں مشرق وسطیٰ کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ کے نقشے کو ری ڈیزائن بھی کرنا چاہتی ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

شام میں ہو کیا رہا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: شام کی صورتحال اس وقت انتہائی گھمبیر ہو چکی ہے۔ وہاں مختلف ممالک اپنے مقاصد کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ متحارب ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ خون صرف مسلمانوں کا بہہ رہا ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: شام کی صورتحال واقعی افسوسناک ہے۔ لاکھوں لوگ قتل ہو چکے ہیں، لاکھوں نقل مکانی کر چکے ہیں اور ہزاروں لاپتہ ہیں۔ جو نقل مکانی کر گئے ہیں ان کا بھی کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جہاں تک شام کی سرزمین کا تعلق ہے تو یہ تاریخی حیثیت کا حامل علاقہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اس علاقے کی خاص اہمیت ہے۔ اسلامی تاریخ میں خلافت بنوامیہ کا یہاں دارالخلافہ رہا ہے۔ اس وقت اس علاقے کی جیوسٹریٹجک پوزیشن بہت سی عالمی طاقتوں کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ داخلی طور پر شام میں ایک اقلیتی علوی فرقہ برسراقتدار ہے۔ اکثریت سنی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جو طبقہ برسراقتدار ہے وہ سنیوں اور شیعوں کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہے۔ سنی اور اہل تشیع دونوں اس علوی فرقہ کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ علویوں کی یہ آمرانہ حکومت وہاں ویسٹ کے زیر سرپرستی قائم ہوئی تھی اور ابھی تک چل رہی ہے۔ کچھ عرصے پہلے عرب اسپرنگ کے نام سے عرب میں ایک تحریک شروع کی گئی جس کے ذریعے پہلے اس نے عراق، پھر لیبیا کی حکومتیں ختم کیں اور اب شام میں وہ بشارالاسد کی حکومت کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن روس اس کے درمیان حائل ہو گیا جس کی وجہ سے امریکہ کو وہاں خاطر خواہ کامیابی نہ ملی۔ کچھ دن پہلے شام کے ایک علاقے غوطہ میں بشارالاسد اور روس کی فضائیہ نے بمباری کی کیونکہ اس پر اینٹی بشارالاسد فوجوں کا قبضہ ہے جن کو امریکہ، سعودی عرب اور اردن کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ غوطہ شہر پہلے ہی بشارالاسد کی افواج کے محاصرے میں تھا۔ غذائی اجناس سمیت کوئی چیز اس علاقے میں نہیں جاسکتی تھی۔ غوطہ کے محصور شہری غذائی اجناس اور ادویات کو ترس رہے تھے۔ اوپر سے بشارالاسد اور روس نے بمباری کرکے اس شہر کو بالکل تباہ کر دیا۔ لاکھوں شہری

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہلاک ہو چکے ہیں، جن میں عورتیں، بچے اور بوڑھے سب شامل ہیں۔ لاشیں سڑکوں پر بکھری پڑی ہیں اور زخمیوں کے علاج اور ادویات کا کوئی انتظام نہیں۔ یہ سارا ظلم بشارالاسد اپنی حکومت بچانے کے لیے کر رہا ہے تاہم روس سمیت دیگر عالمی قوتوں کے بھی وہاں اپنے اپنے مفادات ہیں۔ وہ وہاں کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ کے نقشے کو ری ڈیزائن بھی کرنا چاہتی ہیں۔

سوال: ان حالات میں اُمت مسلمہ یا مسلمان ممالک کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت امت کا تصور نظری طور پر تو ہے لیکن عملی طور پر اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ البتہ 57 کی تعداد میں مسلمان ممالک موجود ہیں لیکن عالمی سیاست میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب تک سوویت یونین شکست وریخت سے دوچار نہیں ہوا تھا تب تک دنیا بائی پولر تھی۔ لیکن سوویت یونین کے ختم ہونے سے دنیا یونی پولر ہوگئی۔ یعنی امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب سینئر بش نے کویت کے معاملے میں عراق پر حملہ کیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ اب دنیا نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ہوگی۔ اس وقت بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے اسے جیو ورلڈ آرڈر قرار دیا تھا۔ یعنی دنیا پر اب یہودی مسلط ہوں گے اور اس وقت وہی صورت حال سامنے نظر آرہی ہے۔ اُمت مسلمہ کا حال یہ ہے کہ جس اسرائیل کے نام سے عربوں کا خون کھولتا تھا، اس وقت تمام عرب ممالک اسی اسرائیل سے دوستی کرنے اور محبت کی پینگیں بڑھانے کے معاملے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصل میں یہ یہودیوں کی دنیا پر ظاہری و عملی تسلط کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں۔ عرب ورلڈ میں ایک شام رہ گیا تھا جو کسی قدر اسرائیل کے خلاف مزاحمت کر سکتا تھا لیکن امریکہ نے وہاں جنگ اسی نیت سے شروع کی تھی کہ شام کو اسرائیل کے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ لیکن سوویت یونین کے خاتمے کے بعد روس کو پیوٹن جیسا ایک لیڈر مل گیا جس نے روس کو دوبارہ اُٹھا کھڑا کیا ہے اور وہ روس کو ایک بار پھر امریکہ کے مدمقابل لے آیا ہے۔ دنیا کے دوسرے مسائل کے حوالے سے اس نے امریکہ سے مقابلہ کیا ہے۔ عراق، لیبیا وغیرہ کے معاملے میں روس سامنے نہیں آیا تھا لیکن شام کے مسئلے پر وہ سامنے آگیا کیونکہ طرطوس میں روس کی بندرگاہ ہے۔ جبکہ امریکہ کا بھی ٹارگٹ یہ تھا کہ بشارالاسد کی حکومت کو ختم کرکے ایک ایسی پرو امریکہ حکومت لائی جائے جو طرطوس کی بندرگاہ سے روس کو فارغ کر دے۔ لیکن جب امریکہ نے دیکھا کہ روس کسی صورت میں دمشق سے بشارالاسد کا اخراج نہیں چاہے گا تو پھر وہ اس ہدف سے پیچھے ہٹا ہے لیکن اب اس نے وہاں دوسرا ہدف بنا لیا ہے کیونکہ جس طرح بشارالاسد کی شکست اسرائیل کے لیے مفید ثابت ہوتی اسی طرح وہاں مسلمانوں کا ایک دوسرے کا خون

بہانا بھی اسرائیل کے مفاد میں ہے۔یعنی اسرائیل کو دنیا میں ایک قوت بنانے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

سوال: عرب اسپرنگ کو پروان چڑھانے میں سوشل میڈیا کا کردار بہت زیادہ تھا۔اپنے اس کردار کی وجہ سے میڈیا اس وقت کہاں کھڑا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس وقت بھی سوشل میڈیا کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔شام میں کوئی فری میڈیا نہیں ہے۔ وہاں پر جو قوتیں ملوث ہیں وہ اپنے اپنے مفادات کے مطابق خبریں شائع کر رہی ہیں۔اس کے علاوہ وہاں پر جو این جی اوز کام کر رہی ہیں ان کے بھی اپنے مفادات ہیں۔ وہ وہاں پر زخمیوں کا علاج کر رہی ہیں اور لوگوں کی مدد کر رہی ہیں لیکن ساتھ جعلی وڈیوز بھی پھیلا رہی ہیں تاکہ لوگ ان کو فنڈز زیادہ دیں۔آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک غلط کام اچھی نیت سے کر رہے ہیں۔ایسی جگہوں پر کوئی عام میڈیا نہیں ہوتا بلکہ بڑے بڑے میڈیا ہاؤسز کے نمائندے وہاں جاتے ہیں جن کو باقاعدہ سپورٹ حاصل ہوتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: جعلی وڈیوز کے حوالے سے مغرب کے بھی اپنے مفادات ہیں۔جب اس طرح کے دردناک مناظر دکھائے جائیں گے تو مسلمان ممالک کے لوگوں میں ایک بے چینی پیدا ہوگی کہ اتنے مظالم ہو رہے ہیں لیکن ہمارے مسلمان حکمران کچھ نہیں کر رہے ہیں لہٰذا وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہوں گے۔اس طریقے سے وہ مسلم حکمرانوں سے اپنے کام کروانے میں کامیاب ہوں گے کیونکہ عوامی ہمدردی دوسری طرف ہے۔ اسی طرح ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسرائیل نے فلسطینیوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں یا آئندہ اس سے بھی بڑھ کر جو مظالم ڈھائے گا اس کے لیے عذر یہ پیش کیا جائے گا کہ آپ نے شام میں بھی تو یہی سب کچھ برداشت کیا ہے۔

سوال: دورِ فتن کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے کیا اس وقت شام کے حالات پر ان کا انطباق کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایک حدیث کے مطابق فتنے کے دور میں مارنے والے کو بھی پتا نہیں ہوگا کہ وہ کیوں مار رہا ہے اور مرنے والے کو بھی پتا نہیں ہوگا کہ اسے کیوں مارا گیا؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت شام میں امریکہ، روس، ترکی، داعش، ایران وغیرہ جس طرح آپس میں لڑ رہے ہیں اس کو سامنے رکھیں تو وہاں اس حدیث کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔وگرنہ تمام دنیا میں آپ دیکھ لیں مسلمانوں کے معاملے میں یہی حال ہے۔اس جنگ میں ترکی کو کردوں کی وجہ سے ملوث ہونا پڑا۔کرد شام، ترکی، عراق اور ایران میں آباد ہیں۔امریکہ کا ایک پلان آزاد کردستان کا بھی ہے۔اور ان کی اکثریت سیکولر لوگوں پر مشتمل ہے۔ پھر یہ کہ آزادی کے خوبصورت نعرے پر آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے۔اب ترکی نہیں چاہتا کہ اس کے علاقے کے کرد آزاد ہو جائیں اور اسی طرح ایران اور شام بھی نہیں چاہتے۔اس کا نتیجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ کسی وقت ایران اور ترکی آپس میں متصادم ہو سکتے ہیں۔اصل میں تمام پلاننگ مسلمانوں کو باہم متصادم کرانے کی نظر آتی ہے جس میں ہم استعمال ہو کر کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے ہیں۔

سوال: کچھ عرصہ پہلے مسلم ممالک کی ایک اتحادی فوج بنی تھی جس پر ہم نے بڑی خوشیاں منائی تھیں۔وہ کہاں کھڑی ہے اور اس کا شام کے معاملے میں کیا کردار ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اسی طرح کی خوشی ہم نے

> شام میں اس وقت جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسرائیل کے دنیا پر ظاہری و عملی تسلط کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔

1998ء میں بھی منائی تھی جب ہم نے ایٹمی دھماکے کیے تھے اور کہا گیا تھا کہ پاکستان پہلا اسلامی اور دنیا کا چھٹا ایٹمی ملک بن گیا ہے۔غور کرنا چاہیے کہ ابھی تک ایٹمی پاکستان نے امت مسلمہ تو دور کی بات ہے، پاکستان کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔اصل میں جن شطرنج کے ماہرین نے یہ ساری بساط بچھائی ہے انہوں نے مشرق وسطیٰ میں یہ معاملہ کرنے سے پہلے پاکستان کو دوسری طرف مصروف کر دیا تھا، پاکستان پہلے مشرقی سرحدوں پر مصروف تھا اب مغربی سرحدوں پر بھی مصروف ہے۔لہٰذا پاکستان کے لیے اس وقت اپنے آپ اور اپنی ایٹمی قوت کو سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ جہاں تک اسلامی فوج کا معاملہ ہے اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کو اس میں شامل ہونے کی صرف اطلاع دی گئی تھی کہ ہم ایک اسلامی فوج بنا رہے ہیں اور اس میں آپ بھی شامل ہیں۔حالانکہ ہمارے سابق آرمی چیف کو اس فوج کا ہیڈ بنایا گیا تھا۔صاف بات یہ ہے کہ اس وقت سعودی عرب اور ایران کے درمیان چپقلش تھی اس میں سعودی عرب نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے اور ایران کو isolate کرنے کے لیے ایک پروگرام بنایا تھا اور اس پروگرام کے تمام معاملات کاغذی سطح پر ہیں۔

سوال: جب ٹرمپ آیا تھا تو اس نے مسلمان ممالک کو یہ پیغام بھی دیا تھا کہ آپ اپنے ملکوں میں دہشت گردی کو خود ختم کریں۔اس کا کیا مطلب تھا؟

ایوب بیگ مرزا: ٹرمپ سے پہلے جو دہشت گردی ہو رہی تھی جس میں امریکہ سپہ سالار بن کر سب سے آگے تھا۔جو ممالک امریکہ سے تعاون کر رہے تھے امریکہ ان کی مالی اور عسکری مدد کر رہا تھا لیکن ٹرمپ خالصتاً کاروباری آدمی ہے۔اس نے یہ اس لیے کہا تھا کہ ہر ملک دہشت گردی کی جنگ خود لڑے اور اپنے خرچے پر لڑے۔یعنی اب امریکہ اس حوالے سے کوئی مالی مدد نہیں کرے گا۔ٹرمپ کی سوچ یہ تھی کہ امریکہ کی اقتصادی ترقی میں بڑھوتری ہو۔ اس کے لیے اس نے کام کیا ہے اور اب وہ بڑھوتری نظر بھی آ رہی ہے۔ٹرمپ اس وقت باقی دنیا سے دولت کھینچ کر امریکہ لے جا رہا ہے تاکہ امریکن اکانومی کو مضبوط کیا جائے۔کیونکہ جنگ وہی لڑے گا جس کی اکانومی مضبوط ہوگی لہٰذا اپنی اکانومی کو مضبوط کرنا بھی جنگ کا حصہ ہے۔

سوال: احادیث میں فتنوں کے دور کا ذکر ہے۔فتنے کے وقت ایک مسلمان اس سے بچنے کے لیے کیا کرے۔ اس حوالے سے دین میں کیا راہنمائی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہر دور میں جب بھی مسلمانوں پر مشکل حالات آئے تو مسلمانوں نے ان احادیث کو ان حالات پر منطبق کرنے کی کوشش کی۔جو احادیث ہمارے پاس موجود ہیں ان میں کوئی ترتیب اس طرح کی نہیں کہ پہلے یہ ہوگا، پھر یہ ہوگا، پھر یہ ہوگا۔یعنی بالکل واضح طور پر بتانا اتنا آسان نہیں ہے۔البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ حالات اس طرف جا رہے ہیں کہ جو آخری دور کی احادیث ہیں، نبی اکرم ﷺ نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں ان پر یہ حالات فٹ آتے چلے جا رہے ہیں۔خاص طور پر اس وقت شام اور یمن کے جو حالات ہیں ان دو ممالک کا خصوصی طور پر ذکر ہے۔بہر حال موجودہ صورتحال کتنی طوالت اختیار کرے گی اور آئندہ چند سالوں میں کیا تبدیلی واقع ہوگی، اس بارے میں کچھ کہنا بڑا مشکل ہے۔بہر حال احادیث میں یہی کہا گیا کہ فتنے اس طرح آئیں گے جیسے تسبیح کے دانے گرتے ہیں آج یہی صورت حال ہے کہ روز کوئی نئی سے نئی خبر آ رہی ہوتی ہے۔لیکن دجال کا نکلنا یا آخری دور میں اسلام کا غلبہ یہ بہر حال مستقبل قریب میں ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے۔ ۞

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی وڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ابلیس کی ایجاد

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

شام! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دارالہجرت، انبیاءؑ کا مولد و مسکن۔ نبی ﷺ کو معراج مکہ سے نہیں بلاد الشام سے ملی۔ (عہد رسالت ﷺ کا، خلافت عثمانیہ تک کا شام، لبنان، اردن، مقبوضہ فلسطین اور شام پر محیط تھا) اب کس حال میں ہے۔ حالیہ انسانی تاریخ کا خوفناک ترین المیہ، درندہ صفت مہذب چہروں ترقی یافتہ دنیا کے حکمرانوں کے ہاتھوں برپا ہے۔ لاکھوں بے گھر ڈیڑھ کروڑ امداد کے منتظر، 5 لاکھ شہید۔ مغربی میڈیا سکور چیک کر کے بتاتا رہتا ہے۔ بمباریوں تلے ویڈیوز میں ہر جگہ عورتیں، بچے نمایاں ہیں۔ 8 مارچ عالمی یوم خواتین تھا۔ ایک دن کے لیے جنگ بندی تو کر دیتے۔ زخمی، معذور، ننھے بچوں کی مائیں، بوڑھی عورتیں تو محفوظ مقامات پر پہنچا دی جاتیں! لیکن کیونکر! یہ عالمی دن تو آزاد عورت (مادر پدر آزاد، لباس کی قید سے آزاد، مردانہ عورت) کا دن تھا، سو انہوں نے خوب منایا! رہا بچوں کا عالمی دن تو وہ 20 نومبر کو آئے گا۔

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک!

یوں بھی احادیث میں 'الغوطہ' کا تذکرہ فتنوں کے دور میں مسلمانوں کا مرکز ہونے کی حیثیت سے موجود ہے۔ شام کی فیصلہ کن جنگوں میں امت کے 3 حصے ہوں گے۔ ایک تہائی جو اللہ کے دین سے باغی ہو جائے گا، وہ جن کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ ایک تہائی جو کفار سے لڑیں گے۔ اس میں شہداء کی کثیر تعداد، جو عنداللہ دنیا کے بہترین شہید ہوں گے۔ تیسری تہائی جو فتح پائے گی وہ اس کے بعد کسی بڑے فتنے میں مبتلا نہ کیے جائیں گے۔ بشارتوں کی سرزمین...... 7 سال سے دنیا کا ہر ہتھیار ان پر آزمایا گیا۔ عزیمتوں کے کوہ گراں ہیں جو خون اور جلے ہوئے گوشت کے لوتھڑوں میں بکھر تو جاتے ہیں...... یہاں سے نکلنے پر تیار نہیں!

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

متاع غرور کا سودا کرنے والے دنیائے کفر کے سارے ہتھیار اپنے سینے پر لے رہے ہیں۔ گلاب بچوں کی پنکھڑیاں بکھر رہی ہیں۔ بستیاں کھنڈر ہو چکیں۔ ڈیڑھ ارب مسلمان کہاں ہیں؟ یہ ناخواندہ (illiterate) مسلمان ہیں۔ قرآن ناخواندہ، حدیث ناخواندہ، پُرشکوہ، ہیبت و دبدبہ قائم کر دینے والی اسلامی تاریخ نا آشنا! نام کے مسلمان۔ ڈارون کی بندر نسب نسلوں کے غلام! شام میں بہتی خون کی ندیوں اور بھوک سے بلکتے مسلم بچوں عورتوں کے بھائی بند کیا کر رہے ہیں؟ سعودی عرب وژن 2030ء تک پہنچنے میں دن رات ایک کر رہا ہے، اس لیے مصروفیت بے پناہ ہے۔ مالدار مشرق وسطیٰ پورا ایسے ہی ایجنڈوں کی تکمیل میں پانی کی طرح پیسہ بہا رہا ہے۔ امام کعبہ پاکستان تشریف لائے۔ قصر صدارت میں صدر ممنون حسین نے بھی وژن 2030ء کی زبردست تائید کی ان کے سامنے۔ (کیونکہ پاکستان تو بہت پہلے یہ ایجنڈے پورے کر چکا۔ لکس سٹائل ایوارڈ، ویٹ کے مقابلہ ہائے حسن گواہ ہیں) اس ملاقات میں شام کے لیے دعا یا بیان نظر سے نہیں گزرا۔ بس اس (کانی، کانے دجال والی) وژن کے تذکرے رہے۔

برطانیہ، جہاں مسلمان، بالخصوص پاکستانی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ بلکہ یوں کہیے کہ مردان کار، ان کے ملک کی تعمیر و ترقی جس افرادی قوت کی مرہون منت ہے وہ مسلمان ہی تو ہیں۔ تاہم اب برطانیہ میں اپنے انداز سے شکریہ ادا کیا جا رہا ہے جو ان کی صلیبی تاریخ (جو انہوں نے نسل در نسل اپنے بچوں کو پڑھائی ہے۔ ہماری طرح کورا نہیں رکھا) نے انہیں سکھا رکھا ہے۔ صلیبی جنگوں میں گھوڑوں کے گھٹنوں تک بہنے والا خون مسلم آج صرف شام، عراق، افغانستان تک محدود کیوں رہے؟ سو اس کے لیے اب ایک گمنام خط برطانیہ کے مختلف شہروں میں بھیجا گیا ہے گھروں میں۔ ''مسلمانوں کو سزا دو''...... 3 اپریل کا عنوان ہے۔ یہ دن منائے جانے کے لیے: مسلمان کو گالی دو۔ یا (مسلم عورت کا) سکارف نوچو...... یا...... تیزاب مسلمان کے منہ پر پھینکو (شرمین عبید کی اگلی فلم کا مواد؟) مسجد جلاؤ یا اس پر بم پھینکو۔ بالترتیب یہ 100,50,25,10 اور 1000 پوائنٹ حاصل کرنے والے کام ہیں جن پر اسی طرح چھوٹے بڑے انعامات دینے کا وعدہ ہے۔ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ مسلم کش مہم دیگر یورپ میں بھی پھیل جائے گی۔ یورپ جانے کے شائقین نوٹ فرمالیں! لندن میں 18 سالہ مصری طالبہ کو 3 گوری لڑکیوں نے تشدد کر کے مار ڈالا ہے۔ دارالکفر میں مسلمان محفوظ نہیں ہیں۔ (اب بھی وقت ہے ذرا قرآن حدیث کھول کر فتنۂ دجال پہچان کر ایمان بہم پہنچا لیجیے!)

روشن خیالی، اعتدال پسندی، رواداری، امن، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ، سافٹ امیج کے پہاڑے پڑھانے والے سارے طوطے ہمارے ہاں چھوڑ دیئے گئے۔ ان غلغلوں میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس دیوانگی نے ہمیں اتنا حواس باختہ کر رکھا ہے کہ زمینی، زیر زمینی (قبر) آخرت کے سارے آسمانی حقائق بھلا کر اسلام آباد جیسے شہر میں قرآن پڑھانے والوں، مساجد، مدارس، حتیٰ کہ خواتین کے دروس گھروں میں قرآن پڑھتی بچیاں بچے تک ڈرائے دھمکائے جا رہے ہیں۔ کیا قرآن پڑھنا (23 مارچ...... قرارداد پاکستان، نظریۂ پاکستان والی اب قریب ہی تو ہے!) قرآن پڑھانا خلاف آئین ہے؟ قانون شکنی ہے؟ ساتھ ہی جمعے کے خطبے کی آزادی چھیننے کی تیاری ہے۔ سرکاری روبوٹ خطبے جاری کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ تو پھر یوم آزادی منانا بھی چھوڑ دیجیے۔ غلامی اختیار کی ہے (اللہ کو چھوڑ کر دنیائے کفر کی!) تو اعلان بھی کر دیجیے۔ یہاں امریکہ کے ہاں 'گرے'، 'بلیک' (سیاہ) ہونے کی فکر تو بہت ہے...... وہ دن بھول چکے جب: ''کچھ لوگ سفید (روشن) چہرے والے ہوں

گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ایمان کی نعمت پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفرانِ نعمت کے صلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔ رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامن رحمت میں جگہ ملے گی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے۔'' (آل عمران:106،107) قرآن ناخواندگی نے ہمیں کیا سے کیا بنادیا۔ سری دیوی پر رونے والے، خونِ مسلم، معصوم ننھے بچوں پر بے رحمانہ، سفاکانہ ظلم سے منہ موڑے پڑے ہیں؟

ترقی یافتہ مہذب دنیا کیا کررہی ہے؟ وہ بھی ہمارے ماڈریٹ مسلمانوں کی طرح رنگ برنگے تماشوں میں گم ہیں۔ شارک کے ساتھ سرفنگ ہورہی ہے۔ (خود ان کے بڑے، خونی شارک بنے ہم پر دانت گاڑے بیٹھے ہیں) نیویارک میں سالانہ بلیوں کا شو ہوا۔ بلیوں کے استعمال کی شاندار مصنوعات اور اعلیٰ خوراک کی نمائش۔ بہترین نگہداشت پر پالی موٹی تازی بلیاں۔ دوسری طرف شام کی وڈیو میں بلکتی نانی جس کے غوطہ میں محصور ننھے نواسے فون پر بات نہیں کرپاتے کہ مارے فاقوں کے ان کی آواز ہی نہیں نکلتی۔ رہے ہم تو...... ہمارے بچوں کی ہوٹلوں میں شاندار پارٹیاں، سالگرہیں، بالی وڈ شادیاں، ڈرون کیمرے سے محفوظ ہوتی شادمانیاں۔ (وہ ڈرون دنیا بھر میں چن چن کر مسلمانوں کے پرخچے اڑانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بھارت مزید ہماری سرحد پار مخبریوں کے لیے ڈرون بھیجتا ہے) ہمارے عیش وطرب کی یادگاریں اس ٹیکنالوجی سے فیض یاب ہوتی ہیں۔ ساتھ ساتھ رونا روتے ہیں'' ہم کافر کا مقابلہ نہیں کرسکتے، ہمارے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے!'' ہمارے پاس کھیل تماشے ہیں یا ایمان والوں کو ٹھکانے لگانے والی ٹیکنالوجی۔ یعنی راؤ انوار! کہاں گیا؟ اسے تلاش کرنے کی بھی ٹیکنالوجی ہی تو نہیں ہے، سو بھول جائیے!

ستم ظریفی مغرب کی یہ بھی دیکھیے کہ ان کے ایک ارب پتی ایلن مسک کو ایک غم کھائے جارہا ہے۔ دنیا تیسری جنگ عظیم سے تباہ ہونے چلی ہے۔ انسانی تہذیب کے اہم اجزاء (بیج) چاند اور مریخ پر پہنچا دیئے جائیں تاکہ تیسری جنگ کے خاتمے پر زندگی دوبارہ شروع کی جاسکے! آئندہ سال سے آمدورفت شروع ہوجانے کا امکان ہے...... مابین سیارہ جات۔ عقل کے ناخن لیں تو پوٹن، بشار، ٹرمپ، کوریا کا کم جونگ ان، مودی، سوچی اور اس کا فوجی جرنیل، السیسی اور اس جیسوں کی طویل فہرست مزید ہے ہمارے پاس۔ ان سب کو جلد از جلد چاند، مریخ پر بھیج دیا جائے تو کیا یہ نسخہ زیادہ آسان نہیں؟ (ماؤں کی گود میں میسر نہ آنے کی بنا پر سادہ باتیں انہیں سمجھ نہیں آتیں۔ دنیا تباہ کرنی اور بیج چاند پر محفوظ کرنے سمجھ آتے ہیں!)

ہمارے ہاں ترقی یافتگی کا ایک اور پیمانہ ملاحظہ ہو۔ اسلام آباد کے کچھ سیکٹرز میں کم عمر نوجوان پارکوں میں چرس بھرے سگریٹ (فراہمی پر نوجوان مامور ہیں) مل مل کر پی رہے ہیں۔ دن دہاڑے بھی اور راتوں میں بھی بلا روک ٹوک۔ گھر گھر سے بگڑے نوجوانوں کے ہاتھوں اجیرن ہوتے گھروں کی خبریں۔ والدین لرزاں وترساں۔ مخلوط تعلیم۔ موبائل اور سستے پیکج موجود۔ تعلیمی معیار برباد۔ منہ زور بے لگام۔ حیا باختہ جوانیاں، عشق عاشقی، ڈرگز، رقص وموسیقی، پاکستان واقعی رشک امریکہ ویورپ ہوچلا ہے۔ مساجد۔ قرآن، ایمان سے بچا بچا کر پالنے والے نظام پروان چڑھایا گیا، اب وہ فصل پک کر ترقی کے سینے پر مونگ دلنے کو تیار ہوگئی ہے...... یوم پاکستان بھی اسی رنگ ڈھنگ سے منائیں گے...... بھنگڑے، موسیقی، رقص وسرود سے آزاد مملکت کا شکرانہ ادا ہوگا! نہیں جانتے کہ آزاد افکار ہے ابلیس کی ایجاد......! ابلیس کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ملک وملت کو یہ سپوت کیا چاند تارے دکھائیں گے؟ فکر کیجیے! ❁❁❁

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

خصوصیات

- ☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز
- ☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت
- ☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ / پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- ☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف
- ☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

شیڈول برائے داخلہ

- ☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4 اپریل 2018ء
- ☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 4 اپریل 2018ء
- ☆ کلاس کا آغاز 5 اپریل 2018ء

اہلیت برائے داخلہ

- ☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ درجہ اولی / میٹرک کے لیے داخلہ فارم جمع کرواسکتے ہیں۔
- ☆ میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ بھی درجہ اولی اور FA میں داخلے کے اہل ہیں۔
- ☆ عمر 14 تا 16 سال برائے میٹرک (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ عمر 15 تا 18 سال برائے FA (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ صرف پاکستانی شہری

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

سفاہت

مولانا محمد اسلم رحمہ اللہ

اردو میں سفاہت اور حماقت دونوں بے وقوفی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ عربی میں سفاہت کا لفظ جہالت واضطراب، جسمانی کمزوری، ہلکا پن اور حلم وبردباری کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ (مقاییس اللغۃ:3/79،80)

امام جاحظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سفاہت حلم کے اُلٹ ہے، غصے کی تیزی، چھوٹی سی بات پر بھڑک اٹھنے، سزا دینے میں حد سے تجاوز کرنے، انتقام لینے میں جلدی کرنے، تھوڑی سی تکلیف پر ہائے واویلا کرنے اور فحش گالی گلوچ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔'' (تہذیب الاخلاق:29)

امام جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سفاہت اس بیوقوفی اور ہلکے پن کو کہتے ہیں جو خوشی اور غضب کی وجہ سے انسان پر طاری ہوجاتا ہے اور وہ انسان کو ایسے عمل پر آمادہ کردیتا ہے جو عقل اور شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہوتا ہے۔'' (التعریفات:125)

سفاہت سے سفیہ بنا ہے جس کا معنی ہے بیوقوف، سفیہ کی ضد سفہاء ہے۔ قرآن کریم میں دو قسم کے لوگوں پر ''سفہاء'' کا اطلاق کیا گیا ہے:

(1) جو دنیاوی معاملات میں حماقت اور بے عقلی کا مظاہرہ کریں جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت 5 میں یتیموں کے سرپرستوں اور وارثوں کو حکم دیا گیا ہے: ''اپنے اموال بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو۔''

ظاہر ہے کہ یتیم کا جو موروثی مال ومتاع ہے وہ ایک نہ ایک دن اس کے حوالے کیا جائے گا، یہ اس پر احسان نہیں بلکہ اس کا حق ہے، لیکن ناتجربہ کاری اور بے سمجھی کے زمانے میں اگر روپیہ پیسہ، زمین اور جائیداد اس کے حوالے کردی گئی تو اندیشہ ہے کہ وہ اسے عیش وعشرت میں اڑادے گا۔ ناسمجھی کی وجہ سے ضائع کردے گا۔ اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک اس کے اندر دنیاوی معاملات میں سوجھ بوجھ اور عقلی پختگی کے آثار ظاہر نہ ہوں، اس وقت تک میراث میں جو اس کا حصہ بنتا ہے وہ اس کے حوالے نہ کیا جائے، اس وضاحت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ فضول خرچی اور ناجائز مصرف پر مال اڑانے والا انسان بھی شریعت کی نظر میں بے وقوف شمار ہوتا ہے۔

(2) جو لوگ دین اور اُخروی معاملات میں ناسمجھی کا مظاہرہ کرتے ہیں، قرآن کریم میں انہیں بھی ''سفہاء'' (بے وقوف) کہا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت 13 میں ہے: ''جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لے آئے، سن لو! وہی ہیں بے وقوف لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔'' (المفردات:235)

یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ منافقین، ایمان والوں کو اس وجہ سے بے وقوف کہتے تھے کہ انہوں نے ایمان کی خاطر مادی مفادات تج دیے تھے اور ایمانی رشتے پر سارے رشتوں اور تعلقات کو قربان کردیا تھا، لیکن قرآن نے جو منافقوں کو بے وقوف قرار دیا تو اس لیے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر، عارضی زندگی کو حقیقی زندگی پر اور مادی مفادات کو ایمانی تقاضوں پر ترجیح دی۔

اس میں شک ہی کیا ہے کہ حقیقی بے وقوف وہی ہے جو دین اور آخرت کے معاملات میں ناسمجھی اور غیر سنجیدہ پن کا مظاہرہ کرتا ہے، دنیا کے امور میں بے وقوفی کا مظاہرہ کرنے سے تھوڑے سے روپے پیسے یا عارضی منافع کا نقصان ہوتا ہے جبکہ دین کے بارے میں سفاہت انسان کی دائمی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے، اس حوالے سے جتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا جائے گا اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا، مثال کے طور پر یوں تو چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی حماقت ہے، لیکن کفر وشرک اتنی بڑی حماقت ہے کہ اگر اسی پر انسان کا خاتمہ ہوگیا تو اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں اور ایسے شخص کو تباہی وبربادی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

کسی ادیب کا قول ہے کہ ''ہر شخص کو اپنی عقل اور دوسرے کی دولت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔'' اس قول کی سچائی کا عملی مشاہدہ ہم اس وقت کرتے ہیں جب ہم بڑے بڑے احمقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ عظیم ترین انسانوں اور عقل وخرد کی چلتی پھرتی تصویروں پر حماقت کی پھبتیاں کستے ہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑا عقلمند اور مشرکوں سے بڑا بے وقوف دنیا میں کون ہوسکتا ہے؟ مگر یہ نامی گرامی بے وقوف اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بے وقوف (معاذ اللہ) تک کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا: ''ہم تجھے سفاہت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کے نبی نے کمالِ حلم وعقل سے کام لیتے ہوئے جواب دیا ''اے میری قوم! میں کسی قسم کی سفاہت میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔'' (آیات:66،67)

سرورِ دوعالم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں ان حکمرانوں کو بھی ''سفہاء'' قرار دیا ہے جو شریعت سے اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے دور ہوں گے اور گمراہ فرقوں کے ان بانیوں اور قائدین کو بھی ''سفہاء'' (بے وقوف) فرمایا ہے جو پرلے درجے کے مکار اور ریاکار ہوں گے اور دین کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنائیں گے۔

اس حوالے سے دو حدیثوں کا مطالعہ قارئین اور قاریات کے لیے مفید ثابت ہوگا:

1۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے بے وقوفوں کی حکومت وامارت سے بچائے۔ انہوں نے سوال کیا کہ بے وقوفوں کی امارت سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو میری سیرت کی اقتداء نہیں کریں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے جو لوگ ان کے جھوٹ کو سچ کہیں گے اور ظلم میں ان کی مدد کریں گے۔ ان کا میرے ساتھ اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ حوض کوثر پر آسکیں گے، لیکن جو لوگ ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہیں دیں گے اور ظلم میں ان کے مددگار ثابت نہیں ہوں گے، وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور انہیں حوض کوثر پر میرے حضور پیش ہونے کی سعادت حاصل ہوگی۔'' (النسائی:160)

اس حدیث میں مسلمانوں کے ان حکمرانوں کو بے وقوف کہا گیا ہے جو سرورِ دوعالم ﷺ کی سنت اور سیرت کو چھوڑ کر اغیار کو اپنا آئیڈیل بنائیں گے اور ان کے طور طریقوں کو اپنائیں گے، اسی طرح ان خوشامدیوں کی بھی مذمت کی گئی ہے جو ایسے گمراہ اور ظالم حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، ان کے جھوٹ کو سچ اور ظلم کو عدل ثابت کرنے کے لیے دور کی کوڑی لاتے اور حقائق کو مسخ کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو آج عالمِ اسلام میں ایسے حکمرانوں کی بھی کمی نہیں جن کی زندگی میں سیرتِ نبویہ کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی اور ایسے درباریوں

اور ضمیر فروشوں کی بھی کمی نہیں جو انہیں مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

2۔ دوسری حدیث جس میں چرب زبان، شہرت پسند، دولت پرست اور عیار و مکار لیڈروں اور خطیبوں کو بے وقوف قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت علی ؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''آخری زمانے میں کچھ نوعمر لوگ سامنے آئیں گے جو عقل کے کچے اور بے وقوف ہوں گے، یوں تو وہ اللہ اور رسول کی باتیں کریں گے، لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ انہیں مار ڈالو کیونکہ انہیں مار ڈالنے والے کو قیامت کے دن اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔'' (بخاری: 5057، مسلم 1066)

اتفاق سے ہمارے زمانے میں اس قسم کے بے وقوف بھی بے شمار ہیں جو اپنے لیکچر اور بیان میں حوالوں کے طور پر قرآنی آیات بکثرت پڑھتے ہیں۔ احادیث کے بھی حوالے دیتے ہیں، لیکن وہ ذہنی اعتبار سے مغرب سے از حد مرعوب اور فکری گمراہیوں میں مبتلا ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ ساری قوم کو اسی گمراہی میں مبتلا کر دیں، وہ اپنی خواہشات اور ترجیحات کو کتاب وسنت کے تابع نہیں کرنا چاہتے بلکہ کتاب وسنت کو اپنی خواہشات کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یقیناً ایسے لوگوں سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں ہو سکتا اگر چہ وہ اپنے آپ کو عقلمند ہی سمجھتے رہیں۔

❁❁❁

اہم اعلان

Quran Academy Alumni

قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورسز (I&II) کے فارغ التحصیل طلبہ (صرف حضرات) کا

پہلا غیر رسمی اجتماع (Alumni Get-together)

مورخہ یکم اپریل 2018 صبح دس بجے قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

اس تقریب میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں دیگر سیشنز کے طلبہ اور اساتذہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کا موقع ملے گا۔ نیز سال 2018-2017ء کے سیشن میں شرکت کرنے والے حضرات کو اسناد بھی تقسیم کی جائیں گی۔

تمام متعلقین سے گزارش ہے کہ مورخہ 25-03-2018 تک اپنی متوقع شرکت کی اطلاع بذریعہ ایس ایم ایس' فون کال یا whatsapp کے ذریعے اس فون نمبر 0316-6000009 پر کر دیں۔ تاکہ انتظامات میں سہولت رہے۔

المعلن : شعبہ تدریس' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد'' میں
08 تا 14 اپریل 2018ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

13 تا 15 اپریل 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-5309613, 051-2340147

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 79-(042)35473375

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم انجینئرنگ اور ذاتی کاروبار کے لیے دین دار، باپردہ اور تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0322-2079316

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی عمر 30 سال، تعلیم ACCA کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0335-8055445

☆ رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی ہمشیرہ، عمر 26 سال، حافظ قرآن، سافٹ ویئر انجینئر، لودھی خاندان کے لیے دینی گھرانے سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-5002290

خصوصی رپورٹ

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس کا استحکام بھی اسلام کے نفاذ کے بغیر ممکن نہیں: حافظ عاکف سعید

اسلام نے ہی نسلی، لسانی اور علاقی تعصبات کو مٹا کر ہمیں ایک قوم بنایا تھا اور اسلام کے نفاذ سے ہی دوبارہ پاکستان میں استحکام آسکتا ہے: ایوب بیگ مرزا

استحکام کے لیے نسخہ کیمیا وہی ہے جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بتا دیا تھا کہ ہمیں اپنے پورے نظام کو اسلام کے اصولوں کے مطابق تبدیل کرنا ہوگا: قیوم نظامی

70 برس پہلے ہم بریلوی دیوبندی ہونے کے باوجود ایک قوم تھے جسے ایک ملک کی ضرورت تھی آج وہ ملک ہے لیکن قوم فرقہ واریت، لسانی اور صوبائی عصبیت کی بناء پر تقسیم ہے: شجاع الدین شیخ

تاریخ کا تقاضا تھا کہ دین کے غلبے کے لیے ایک ریاست وجود میں آئے لیکن ہم اپنی دینی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کی وجہ سے آج عدم استحکام کا شکار ہیں: انجینئر مختار فاروقی

ایک اُردو زبان ہے جو سب کو جوڑ کر رکھتی ہے۔ لہٰذا اسلام کے بعد کوئی چیز اگر اس ملک کو مستحکم کرسکتی ہے تو وہ اردو زبان ہے: ڈاکٹر محمد شریف نظامی

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''استحکام پاکستان'' کے عنوان سے 18 مارچ 2018ء کو ایک سیمینار قرآن آڈیٹوریم 191 اتا ترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ صدارت امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے امیر نورالوریٰ نے سرانجام دیے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قاری وقار احمد چترالی کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے پروگرام کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی نے ہمیشہ ملکی سلامتی، بقاء اور استحکام کے لیے آواز بلند کی ہے اور اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً مختلف مہمات کے ذریعے اور سیمینارز منعقد کر کے عوام میں آگاہی کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ استحکام پاکستان سیمینار بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس حوالے سے اس سے قبل اسلام آباد اور کراچی میں بھی تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینارز منعقد ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے باری باری مہمان مقررین اور جناب صدر کو دعوت خطاب دی۔ جنہوں نے استحکام پاکستان کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس کا استحکام بھی اسلام کے نفاذ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ملک اللہ کی خاص نصرت اور فیضان رسول ﷺ سے عطا ہوا تھا لیکن ہم اللہ کے دین سے غداری کے مرتکب ہونے کی وجہ سے معتوب ہوئے اور ہمارے اسی طرز عمل کا نتیجہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی عدم استحکام کی صورت میں بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ملک معاشی طور پر دیوالیہ ہونے کے قریب ہے، قرض کی مے پی پی کر ہم بدحال ہو چکے ہیں۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ قرضوں کا کوہ ہمالیہ سر کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ ادائیگی کے لیے مزید قرضے لینے پڑیں گے اور اس طرح عالمی قوتوں کے معاشی شکنجہ میں جکڑ کر ہماری آزادی، خودمختاری اور قومی عزت و آبرو داؤ پر لگ چکی ہے۔ ہماری ملکی سلامتی اور بقاء کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ وہ امریکہ کل تک ہم جس کی آنکھ کا تارہ تھے آج ہم شدید طور پر اس کے زیر اعتاب آچکے ہیں۔ مٹھی بھر نہتے طالبان سے شکست کا سارا غصہ وہ پاکستان پر نکال رہا ہے۔ سیاسی عدم استحکام سے ایک بار پھر 1971ء جیسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 90 کی دہائی میں اپنے ایک خطاب میں تذکرہ کیا تھا کہ انگلینڈ کے ایک اخبار لندن ٹائمز کے ایڈیٹر نے 1947ء میں پاکستان بننے کے بعد انڈیا اور پاکستان کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ پاکستان ایک نظریہ کی بنیادی پر بنا ہے اور اس نظریہ کی بنیادی پر تمام پاکستان متحد اور منظم ہیں لہٰذا یہ ملک ترقی اور عروج حاصل کرے گا جبکہ انڈیا میں مختلف نظریات اور رنگ و نسل اور مذاہب کے لوگ رہتے ہیں لہٰذا وہ جلد زوال کا شکار ہو جائے گا لیکن 40 سال بعد اسی اخبار کے ایڈیٹر نے لکھا کہ ہمارا تجزیہ کتنا غلط تھا وہ پاکستان جس کے بارے میں ہم لکھا تھا کہ یہ ترقی اور عروج حاصل کرے گا وہ ٹوٹ کر بکھر بھی گیا اور جو بچا کھچا پاکستان رہ گیا ہے وہ بھی مسائلستان بن چکا ہے۔ جبکہ وہ انڈیا جس کے بارے میں ہم نے لکھا تھا کہ وہ زوال کا شکار ہو جائے گا آج واقعی عروج حاصل کر چکا ہے۔ لندن ٹائمز کا یہ تجزیہ ہمیں بہت کچھ سوچنے کی دعوت دے رہا ہے۔ کیا ہم بھارتیوں سے صلاحیتوں میں کم ہیں؟ ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اگر تم واقعی مومن ہوئے تو جیت تمہاری ہوگی۔ اللہ نے ہمیں موقع دیا تھا اور ہر طرح کی صلاحیتیں اور وسائل بھی ہمارے پاس تھے۔ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہوا تھا کہ ہمیں ایسے حالات سے نکال کر ایک ملک عطا کیا تھا جب ہمیں اپنے مٹنے کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن ہم نے اللہ کے اس احسان کا بدلہ کیا دیا؟ شکر کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی اس دھرتی پر اللہ کا نظام قائم کرتے۔ یہ ہمارا بہت بڑا امتحان تھا۔ کیونکہ اللہ جس قوم پر جتنا بڑا احسان کرتا ہے اور اس کی ذمہ داری اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔ اللہ نے اپنے آخری نبی ﷺ کے بعد اقامت دین کی ذمہ داری ہم مسلمانوں کو دی ہے۔ لیکن بجائے اس کے ہم نے امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر دنیا کے واحد اسلامی ملک کو ملیا میٹ کر ڈالا جہاں اللہ کا نظام قائم تھا اور خود اپنے ملک میں 70 سال سے انگریز کا نظام قائم ہے۔ عدالتیں اور حکومتی نظام سب انگریزوں کا دیا ہوا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اسی بے وفائی کی وجہ سے ہم آدھا ملک پہلے ہی کھو چکے ہیں اور باقی آدھا ملک جو رہ گیا ہے اس کو بچانے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے لیکن جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس سے لگتا یہی ہے کہ ہم آنکھیں کھولنے کے تیار ہی نہیں ہیں۔ علامہ اقبال نے ہمیں بڑا آسان نسخہ کیمیاء بتا دیا تھا کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

استحکام اسی صورت میں آسکتا ہے جب ہم اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کے سچے وفادار بن جائیں لیکن یہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام، مرتبے اور تعلیمات کو ختم کرنے کے لیے بھی پرویزیت کی مختلف شکلیں سامنے آرہی ہیں۔ ہمارا یہی طرزِ عمل ہماری بربادی اور عدم استحکام کی اصل وجہ ہے جب تک ہم اس طرزِ عمل کو نہیں بدلیں گے تب تک استحکام نہیں آسکتا۔

ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

استحکام سے مراد اجتماعی زندگی کے تینوں شعبوں (سیاست، معیشت اور معاشرت) میں استحکام ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں سیاسی عدم استحکام کا یہ عالم ہے کہ پاکستان بننے کے بعد پہلے سات سالوں میں چھ حکومتیں تبدیل ہوئیں اس پر نہرو نے کہا کہ میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔ پھر یہ سیاسی عدم استحکام ہی کا نتیجہ تھا کہ پاکستان دولخت ہوگیا۔ اس کے بعد بھی جتنی حکومتیں آئیں وہ سب لڑکھڑاتی حکومتیں تھیں۔ پھر نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے درمیان میوزیکل چیئرز کا دور چلا۔ کبھی ایک خفیہ قوتوں کے ساتھ مل کر دوسرے کی حکومت ختم کردیتا اور کبھی دوسرا۔ جس کا نتیجہ بالآخر ایک بار پھر مارشل لاء کی صورت میں سامنے آیا۔ معاشی لحاظ سے ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا پہلا بجٹ صرف 5 کروڑ، 60 لاکھ 13 ہزار کا تھا لیکن وہ خسارے والا بجٹ نہیں تھا۔ جبکہ آخری بجٹ جو پیش ہوا ہے وہ 21 کھرب، 13 ارب کا تھا اور اس میں خسارہ 14 کھرب ہے۔ اسی طرح معاشرت کے حوالے سے عدم استحکام کا عالم یہ ہے کہ اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے ثقافتی طور پر پاکستان کو فتح کرلیا ہے۔ انگریز کی غلامی کے دور میں بھی ہم نے اسلامی معاشرت کو کسی حد تک اپنایا ہوا تھا لیکن آج آزادی کے 70 سال بعد مغربی تہذیب کا تسلط ہم پر اتنا بڑھ گیا ہے کہ ہم مکمل طور پر مغرب کی ذہنی غلامی اختیار کرچکے ہیں۔ تینوں شعبوں میں ہمارے عدم استحکام کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے دین سے بے وفائی۔ حالانکہ پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو مدینہ کے بعد اسلام کے نام پر بنا ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے بنگالیوں کو ایک ہزار میل دور پشاور کے پٹھانوں سے ملا دیا ورنہ نسل، رنگ، کلچر اور قومیت کی بنیاد پر مغربی بنگال کے لوگ مشرقی بنگال کے لوگوں کے زیادہ قریب تھے۔ اسلام نے ہی نسلی، لسانی اور علاقائی تعصبات کو مٹا کر ہمیں ایک قوم بنایا تھا اور اسلام کے نفاذ سے ہی دوبارہ پاکستان میں استحکام آسکتا ہے۔

قیوم نظامی (معروف دانشور وصحافی)

ایک ایسے وقت میں جبکہ پاکستان کو بہت سارے اندرونی اور بیرونی چیلنجز کا سامنا ہے تنظیم اسلامی نے استحکام پاکستان سیمینار منعقد کرکے ملک اور قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اس پر میں تنظیم اسلامی کے راہنماؤں اور کارکنان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہمیں نظریاتی بحثوں میں الجھنے کی بجائے بانیٔ پاکستان اور مصور پاکستان کے کردار اور سیرت کو دیکھنا چاہیے۔ ہمارا سیاسی نظام انگریز کا دیا ہوا نظام ہے اور ہمارا معاشی نظام سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام ہے۔ جس میں غریب غریب ہورہا ہے اور امیر امیر سے امیر تر ہورہا ہے۔ استحکام کے لیے نسخۂ کیمیا وہی ہے جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بتا دیا تھا کہ ہمیں اپنے پورے نظام کو اسلام کے اصولوں کے مطابق تبدیل کرنا ہوگا۔

انجینئر مختار فاروقی (ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان)

پاکستان 27 رمضان کو معرض وجود میں آیا تھا اور قرارداد پاکستان بھی 12 ربیع الاول کے آس پاس پیش ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے پاکستان کا اسلام، قرآن اور نبی اکرم ﷺ سے خاص تعلق اور رشتہ ہے۔ فطرت اور تاریخ کا تقاضا تھا کہ دین کے غلبہ کے لیے ایک ریاست ہو اور اسلام کا نمونہ جدید دور میں سامنے آئے۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد ابلیسی ذہنیت نے نفاذ اسلام کے راستے میں ہر ممکن روڑے اٹکائے اور اب اس عمل میں مزید تیزی آچکی ہے۔ میڈیا اور حکمران طبقہ سیکولر ایجنڈے کی ترجمانی کررہا ہے۔ نصاب سے اسلامی تعلیمات، اقبال اور بانی پاکستان کے اقوال کو نکالا جارہا ہے۔ ان حالات میں مذہبی طبقہ اور خصوصاً تنظیم اسلامی کے رفقاء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں غلبہ دین کے تقاضے کو اُجاگر کریں۔ آج ہم اپنی دینی ذمہ داریاں پورا نہ کرنے کی وجہ سے عدم استحکام کا شکار ہیں۔ استحکام اسی وقت آئے گا جب ہم اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے۔

شجاع الدین شیخ (تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق)

70 برس پہلے ہم بریلوی دیوبندی ہونے کے باوجود ایک قوم تھے جسے ایک ملک کی ضرورت تھی آج وہ ملک ہے لیکن قوم فرقہ واریت، لسانی اور صوبائی عصبیت کی بناء پر تقسیم ہے۔ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اسلام کا تقاضا ہے کہ اس کا غلبہ ہو۔ پہلے یہ کام انبیاء کے سپرد تھا مگر آخری نبی ﷺ کے بعد اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین کو قائم و غالب کریں۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت جو آیات نازل ہوئیں ان میں اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں اور ان میں سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ دین کو قائم کیا جائے۔ قرارداد مقاصد ہمارے آئین کا حصہ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہمارے ملک کا آئین قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو سیٹیں ملیں تو صرف اس نعرے پر کہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ جبکہ ان ہی انتخابات پر اس بات کا انحصار تھا کہ پاکستان بنے گا یا نہیں بنے گا۔ ثابت ہوا کہ پاکستان کا قیام صرف اسلام کی وجہ سے ممکن ہوا اور اب اس کا استحکام بھی اسلام کے نفاذ سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ مگر 2% سیکولر طبقہ 98% عوام پر اپنی یہ مرضی ٹھونسنا چاہتا ہے کہ ریاست کو سیکولر ہونا چاہیے۔ جبکہ اللہ قرآن میں مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ یہود پر بھی اللہ کا عذاب اسی وجہ سے آیا تھا کہ وہ دین کے کچھ حصوں کو مانتے تھے اور کچھ کا انکار کرتے تھے۔ آج مسلمانوں کی ذلت ورسوائی اور مسلمان ملکوں کے عدم استحکام کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ ہم دین کے کچھ حصوں پر تو عمل کے قائل ہیں لیکن زیادہ تر حصے کو ریاست اور اجتماعی معاملات سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جب تک ہم نفاذ اسلام کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے نہیں تو تب تک عبادات کی عملاً کوئی حیثیت نہیں اور پاکستان بھی حقیقی معنوں میں مستحکم اس وقت ہوگا جب ہم اسلام کو یہاں نافذ کریں گے۔

ڈاکٹر محمد شریف نظامی (مرکزی صدر، قومی زبان تحریک)

انگریزی زبان اور نصاب ہمارے نظریات سے دوری کا باعث بن رہے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل اردو زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے اپنے ماضی سے کٹتی جارہی ہے۔ جو قوم اپنے ماضی کو، اپنی تاریخ کو بھلا دے اس کا مستقبل کبھی روشن نہیں ہوسکتا۔ ہماری تفاسیر کی تمام کتابیں اردو زبان میں ہیں، علامہ اور حالی کی شاعری اردو میں ہے۔ اُردو سے نابلد ہونے کا مطلب اپنے نظریات اور اسلام سے دور ہونا ہے۔ جبکہ یہ ملک بنا ہی اسلام کے نام پر ہے۔ پاکستان کے ہر علاقے میں الگ الگ بولیاں بولی جاتی ہیں، پنجابی بولنے والے پشتو نہیں سمجھتے، پشتو بولنے والے سندھی زبان نہیں سمجھتے مگر ایک اردو زبان ایسی ہے جو سب کو جوڑ کر رکھتی ہے۔ لہٰذا اسلام کے بعد کوئی چیز اگر اس ملک کو مستحکم کرسکتی ہے تو وہ اردو زبان ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم استحکام پاکستان کے لیے اردو کو قومی زبان کے طور پر زندہ رکھیں۔

❁❁❁

Seminar on the topic "Istehkam e Pakistan?" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami

Press Release: 19 March 2018

Lahore (PR): "Pakistan was created on the basis of Islam and *Istehkam e Pakistan* can only be achieved through the establishment of the Islamic System in the country. This country was granted divinely to us by virtue of the special benevolence of Allah *(SWT)* and the spiritual support of the Messenger of Allah *(SAAW)*, yet we have continuously betrayed the *Deen of Allah (SWT)* thus becoming mutineers in the sight of the Almighty *(SWT)* and consequently this detestable attitude of ours has led to the wrath of Allah *(SWT)*, including political, economic and socio-cultural instability in the country. The only way to bring stability in the country once again is to become sincere loyalists of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*."

This was stated by the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, in his presidential address of the seminar entitled ***"Istehkam e Pakistan?"*** held under the auspices of Tanzeem e Islami at Qur'an Auditorium, Lahore. The Ameer remarked that due to our constant betrayal of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* we had lost one-half of our country (former East Pakistan) almost four decades ago and were now facing severe instability in what remains of Pakistan, which had led to circumstances similar to 1971 in our country. Moreover, the country was inching towards economic bankruptcy and the "intoxication" of borrowing (debt) had made us economic slaves of the "global powers", He added. He said that all these factors had contributed to uncertainty about our freedom, sovereignty and dignity as a nation, which has not only put the security of the country at great risk but also resulted in serious existential threats to Pakistan. The Ameer concluded by insisting that the only solution to all these problems was for us to become sincere devotees of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* and take steps to make possible the establishment of the genuine Islamic System in the country.

While addressing the seminar, the Markazi Nazim of the Press and Publications Section of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, said that Pakistan was the only state in the world that was created on the basis of Islam, after the great State of Madinah that was established more than fourteen centuries ago. He said that it was only Islam that unified the people of Bengal with the Pathans of Peshawar in a single state (Pakistan), albeit living a thousand mile apart, whereas in terms of race, color, culture and ethnicity the people of West Bengal (that became part of India) were closer to the people of East Bengal (former East

Pakistan)! He concluded by remarking that it was Islam that unified us as a nation by erasing all ethnic, linguistic and regional disputes back then and it is only Islam that can lead to *Istehkam e Pakistan* today.

While expressing his views in the seminar, renowned journalist, writer and columnist, **Qayyum Nizami** congratulated the leadership and members of Tanzeem-e-Islami by saying that today, when the country was facing a plethora of internal and external challenges, Tanzeem-e-Islami had done a worthy service to the nation by holding the *Istehkam e Pakistan* seminar. He also remarked that instead of getting sidetracked by ideological debates, we should focus on the lives and character of the Father of the Nation (Quaid-e-Azam) and the Ideologue of the Nation (Allama Iqbal) for guidance.

While addressing the seminar, **Engineer Mukhtar Hussain Farooqi** of Tanzeem-e-Islami said that Pakistan came into existence on 27 *Ramadan*, while the Lahore Resolution (1940) was passed around 12 *Rabi' al-Awwal*, which clearly indicated that Pakistan has a special connection with Islam, Qur'an and the Holy Prophet *(SAAW)*. He noted that it was a demand of history and the natural (Divine) order of things for such a nation to exist that would make the *Deen of Allah (SWT)* dominant over all rival systems, so that it could be a model of a genuine Islamic State in the modern age for others to behold. He lamented that our country, today, was facing severe instability because we had not fulfilled our obligations towards the *Deen of Allah (SWT)*. He remarked that *Istehkam e Pakistan* would only be achieved when we started fulfilling our obligations towards the *Deen of Allah (SWT)*.

While addressing the seminar, **Shujauddin Sheikh** of Tanzeem-e-Islami said almost 70 years ago, although we were Muslims, yet we had become divided by various ethnic, linguistic and sectarian conflicts, at which point this country, created on the basis of Islam, unified us as one nation. The need of the hour for us all was to become unified again for the sake of this country. He noted that the *Deen of Islam* demanded dominance over all rival systems. He also said that Allah *(SWT)* has commanded the Muslims to enter into Islam completely (and perfectly). He noted that the fundamental reason for the lack of *Istehkam e Pakistan* today was that we were willing to act only upon selective parts of the *Deen* (according to our own whims), however, we wanted to keep the bulk of the *Deen of Allah (SWT)* separated from the affairs of the state and the collective matters that entailed therein.

While expressing his views in the seminar, renowned journalist, writer and columnist, **Dr. Muhammad Sharif Nizami** remarked that English language and the curriculum taught were the main reasons for our departure from the Ideology that was behind the creation of this country. Hence, he remarked further, that apart from Islam, the second thing that could lead to *Istehkam e Pakistan* was Urdu language.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of the Press and Publications Section
Tanzeem e Islami, Pakistan

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.13

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

PHARMA

your Health our Devotion